عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

# ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۳۵ | یکم تا ۷ر صفر المظفر ۱۴۳۸ھ مطابق یکم تا ۷ر نومبر ۲۰۱۶ء | شمارہ:۴۱

## یوم حساب سے پہلے محاسبہ کی ضرورت

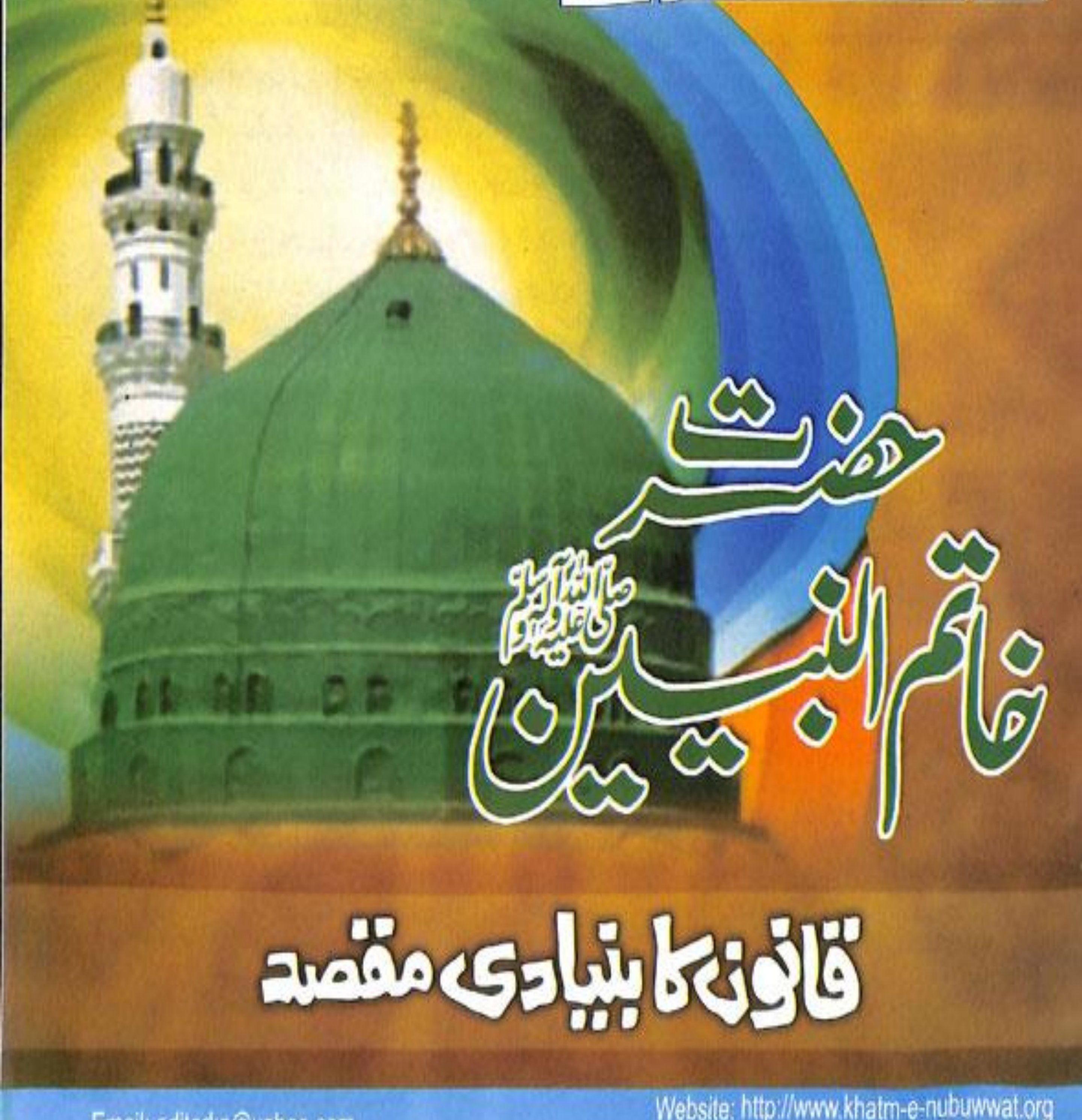

## حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

## قانون کا بنیادی مقصد

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

## عورت کا بغیر محرم طویل سفر کرنا

س:...... کیا لیڈی ڈاکٹر اپنے مریضوں کے علاج کے لئے یا اپنے کسی کورس کو مکمل کرنے کے لئے اکیلی جاسکتی ہے کسی لمبے سفر پر بغیر کسی محرم کے؟ جبکہ اس دوران کئی کئی دن یا مہینے بھی لگ جاتے ہیں تو اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

ج:......عورت کے لئے شرعاً حکم یہ ہے کہ وہ بغیر محرم کے سفر شرعی نہ کرے اور سفر شرعی وہ سفر کہلاتا ہے کہ جس پر قصر نماز کا حکم جاری ہو اور وہ ۴۸ میل ہے جو کہ ۷۷ کلو میٹر بنتے ہیں، لہٰذا کسی بھی عورت کے لئے خواہ کتنا ہی اہم مقصد کیوں نہ ہو بغیر کسی محرم کے سفر شرعی پر جانا جائز نہیں ہے، سفر شرعی سے اگر کم مسافت پر جانا ہو تو اس کی گنجائش ہے۔

## اسقاط حمل کا شرعی حکم

س:......کیا اسقاط حمل جائز ہے؟

ج:......اسقاط حمل بغیر کسی شرعی عذر کے تو جائز نہیں، البتہ اگر کوئی شرعی عذر ہو تو جائز ہے مثلاً: (۱) عورت کمزور ہے حمل کا بار برداشت نہیں کر سکتی، (۲) پہلے سے موجود بچے کی صحت خراب ہونے کا شدید خطرہ ہے، (۳) حمل کی وجہ سے عورت کا دودھ خشک ہو گیا ہے اور دوسرے ذرائع سے پہلے بچے کی پرورش کا انتظام مشکل ہو، (۴) کوئی دین دار معالج عورت کا معائنہ کرنے کے بعد کہے کہ اگر حمل باقی رہا تو عورت کی جان یا کوئی عضو ضائع ہونے کا شدید خطرہ ہے تو ان اعذار کی وجہ سے چار ماہ سے قبل کے حمل کو ساقط کرنا جائز ہے اور اگر حمل چار ماہ یا زائد عرصہ کا ہو تو پھر کسی بھی صورت اس کو ساقط کرنا ناجائز ہے۔

”فی الشامی (قولہ جاز لعذر) کالمرضعة اذا ظہر بہا الحبل وانقطع لبنہا ولیس لابی الصبی مایستأجر بہ الظئر ویخاف ہلاک الولد قالوا یباح لہا ان تعالج فی استنزال الدم مادام الحبل مضغة او علقة ولم یخلق لہ عضو قدروا تلک المراة بمائة وعشرین یوماً وجاز لانہ لیس بآدمی وفیہ صیانة الأدمی خانیة۔“

(ردالمحتار، ص:۴۲۹، ج:۶)

## قسطوں پر اشیاء کی خرید و فروخت

س:......کیا قسطوں پر کوئی چیز خریدنا جائز ہے، کیونکہ قسطوں کی صورت میں ایک چیز کی اصل قیمت سے زائد قیمت دینا پڑتی ہے، کہیں یہ سود میں تو شامل نہیں؟

ج:......قسطوں پر اشیاء کی خرید و فروخت جائز ہے، بشرطیکہ ایک قیمت متعین کر لی جائے اور پھر قسطوں کی صورت میں اسے وصول کر لیا جائے، اگر کوئی وقت پر قسط نہ دے سکے تو ایسی صورت میں قیمت کو نہ بڑھایا جائے اور نہ کسی قسم کا جرمانہ وصول کیا جائے۔ اسی صورت میں قسطوں پر لین دین کرنا جائز ہے اور یہ سود نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

# ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد:۳۵ — یکم تا ۷ صفر المظفر ۱۴۳۸ھ مطابق یکم تا ۷ نومبر ۲۰۱۶ء — شمارہ:۴۱

سرپرست
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

## اس شمارے میں!

| | | |
|---|---|---|
| مفکر اسلام مفتی محمودؒ کی خدمات تحفظ ختم نبوت | ۵ | مولانا اللہ وسایا مدظلہ |
| حضرت خاتم النبیین ﷺ | ۷ | ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر |
| قانون کا بنیادی مقصد | ۹ | علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ |
| یوم حساب سے پہلے محاسبہ کی ضرورت | ۱۲ | مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ |
| مغرب کی اذان اور نماز کے درمیان.... | ۱۸ | مفتی انعام الحق قاسمی |
| مولانا شجاع آبادی کی تبلیغی، تنظیمی مصروفیات | ۲۰ | ادارہ |
| کیا قرآن کریم اور سماج کا آپس میں کوئی تعلق نہیں؟ | ۲۳ | مولانا زاہد الراشدی |
| مرزا قادیانی کا تعارف و کردار (۱۰) | ۲۵ | حافظ عبیداللہ |

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

# احادیث قدسیہ

سحبان الہند حضرت مولانا
احمد سعید دہلویؒ

## تقدیر اور اس کے متعلقات

مطلب یہ ہے کہ تقدیر کی دو قسمیں ہیں، ایک مبرم جو کسی حالت میں نہیں بدلتی۔ دوسری معلق جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ نیک کام کرنے یا صدقہ دینے سے بدل جاتی ہے۔ حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کے صدقہ خیرات کرنے سے مبرم تو نہیں بدلتی البتہ صدقہ خیرات سے تقدیر معلق پر اثر پڑتا ہے اور اس طرح بخیل کے ہاتھ سے کچھ نکل جاتا ہے ورنہ بخیل مصیبت میں مبتلا ہونے سے پہلے مال نہیں نکالتا۔

تقدیر معلق کی مثال یوں سمجھنی چاہئے کہ فلاں شخص کی عمر مثلاً پچاس کی ہوگی اور اگر اس نے ماں باپ کی خدمت کی تو اس کی عمر ساٹھ سال کی ہوگی اب اگر وہ ماں باپ کی خدمت کرتا ہے تو اس کی عمر زیادہ کردی جاتی ہے اسی طرح یوں سمجھنا چاہئے کہ فلاں بیمار اگر خیرات کرے گا تو اس کو صحت ہوجائے گی اور اگر خیرات نہیں کرے گا تو مرجائے گا اب اگر اس نے خیرات کی تو مرض سے اچھا ہوجائے گا۔ یہ ایک طریقہ حضرت حق فرماتے ہیں بخیل سے مال نکلنے کا ہے جو نہیں صحت وعافیت میں کچھ نہیں دیتا وہ بیماری میں مبتلا ہوکر دے دیتا ہے۔

یہ مبرم اور معلق ہمارے اعتبار سے ہے ورنہ علم الٰہی کے اعتبار سے ہر شے متعین ہے اسے یہ معلوم ہے کہ بیمار خیرات کرے گا یا نہیں اور وہ صحت یاب ہوگا یا نہیں، حضرت حق کے علم میں کوئی شے معلق نہیں ہے۔

۱۱:...ابوامامہؓ کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، شر کا خالق اور اس کو مقدر کرنے والا میں ہی ہوں، خرابی ہو اس شخص کے لئے جس کے لئے میں نے شر کو پیدا کیا اور اس کی ذات سے شر کو جاری کیا۔ (قضاعی)

۱۲:...نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مجھ سے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے محمد! جو شخص مجھ پر ایمان لایا اور اس بات پر ایمان نہ لایا کہ خیر اور شر کا پیدا کرنے والا اور اس کا اندازہ لگانے والا میں ہی ہوں تو ایسے شخص کو چاہئے کہ میرے علاوہ کوئی دوسرا رب ڈھونڈ لے۔ (شیرازی عن علی کرم اللہ وجہہ) یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

۱۳:...حضرت ابن عمرؓ کی روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اللہ ہوں، میں نے اپنے بندوں کو اپنے علم کے موافق پیدا کیا ہے جس شخص کے ساتھ میں بھلائی اور خیر کا ارادہ کرتا ہوں اس کو خلق حسن عطا کرتا ہوں اور اچھے اخلاق کی نعمت سے نوازتا ہوں اور جس کے ساتھ بُرائی کا قصد کرتا ہوں تو اس کے اخلاق بُرے ہوجاتے ہیں۔ (ابوالشیخ)

۱۴:...حضرت ابن عمرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ نوجوان جو میری قدر پر ایمان رکھتا ہے، میرے فیصلے سے راضی ہے اور میری دی ہوئی روزی پر قانع ہے اور میری وجہ سے اپنی خواہشات کو ترک کرتا ہے وہ میرے نزدیک بعض ملائکہ سے افضل ہے۔ (دیلمی)

## موزہ (خفین) پر مسح

س:...موزہ کسے کہتے ہیں؟

ج:...پیروں میں جوتوں سے پہلے ٹخنوں سے تھوڑی اوپر تک پہنی جانے والی پوشاک یا لباس کو اردو میں موزہ یا جراب، عربی میں جراب یا خف اور انگریزی میں (Socks) کہتے ہیں۔

س:...موزے کی کتنی قسمیں ہیں؟

ج:...موزوں کی دو قسمیں ہیں:

(۱) چمڑے یا ریگزین یا دوسری چیزوں کا بنا ہوا ایسا موزہ جسے پیروں پر روکنے کے لئے کسی چیز سے باندھنے کی ضرورت نہ پڑتی ہو اور ان کو پہن کر تین میل (۸،۴ کلومیٹر) چار میل (۶،۴ کلومیٹر) پیدل چلا جاسکتا ہو یا بغیر تسموں کا ایسا مردانہ جوتا جو ٹخنوں سے اوپر تک ہو، دونوں پیروں اور ٹخنوں کو ڈھانک لیتا ہو۔

(۲) نائیلون، سوت، اُون، پولسٹر وغیرہ کا خالص یا دوسری چیزوں کو شامل کرکے بنا ہوا ایسا موزہ جسے پیروں پر روکنے کے لئے اس میں الاسٹک (ربڑ) کا استعمال کیا جاتا ہے۔

س:...جن موزوں پر شریعت نے مسح کو پیر دھونے کا قائم مقام قرار دیتے ہوئے مسح کی اجازت دی ہے وہ موزوں کی کون سی قسم ہے؟

ج:...شریعت نے مذکورہ بالا دو قسموں میں سے صرف پہلی قسم کے موزوں پر ہی مسح کی اجازت دی ہے۔ دوسری قسم کے موزوں یا جوتوں پر مسح کرنا خلاف شرع ہے اور ایسا کرنے سے وضو نامکمل رہتا ہے۔

س:...موزوں پر مسح کرنے کا کیا مطلب ہے؟

ج:...سردیوں کے موسم میں لوگوں کا چمڑے کے موزے پہننے کا رواج رہا ہے، گھر سے باہر جانے کے موقع پر ان کو اتارے بغیر ان پر ہی جوتے پہن لئے جاتے ہیں، اگر کوئی آدمی مکمل وضو جس میں پیروں کو دھونا بھی شامل ہے کے بعد چمڑے کے موزے پہن لے اور پہنے رکھے تو دوبارہ تازہ وضو کرنے کی ضرورت پڑنے پر وضو کرتے ہوئے اسے موزے اتارنے کی ضرورت نہیں ہے، جب وضو کرنے کی ترتیب کے مطابق پیر دھونے کا نمبر آئے تو موزے اتار کر پیر دھونے کے بجائے صرف موزوں پر مسح کرلے۔

# نماز

عملی فریضہ کا پہلا اور بنیادی رکن

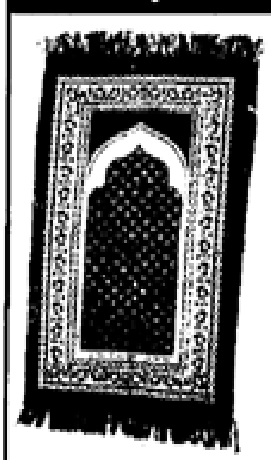

حضرت مولانا
مفتی محمد نعیم دامت برکاتہم

# مفکرِ اسلام مفتی محمودؒ کی

# خدماتِ تحفظ ختم نبوت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علیٰ عبادہِ الذین اصطفیٰ

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے مشہور زمانہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں شیخ التفسیر، امام الاولیاء حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوریؒ اور امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے شانہ بشانہ نہ صرف یہ کہ خدمات سرانجام دیں بلکہ ملتان سینٹرل جیل میں قید وبند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ ۱۹۵۶ء کے آئین پاکستان میں جمعیت علماء اسلام کی قائم کردہ آئینی ترامیم کی کمیٹی نے جو سفارشات پیش کیں، ان میں آئینی طور پر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا مطالبہ شامل تھا اور اس کمیٹی کی یہ سفارشات حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ اور مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ جیسے اکابر حضرات کی رہین منت تھیں کہ یہ حضرات اس کمیٹی کے ممبر تھے۔ ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ جب قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے اور وزیر اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو نے ملک عزیز پاکستان کو متفقہ آئین دینے کا فیصلہ کیا تو ۱۹۷۳ء کے متفقہ آئین کی تشکیل میں ''مسلمان کی تعریف'' اور یہ کہ پاکستان کا صدر مسلمان ہوگا یہ تمام شقیں آئین پاکستان میں شامل کرا کر مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے پوری امت محمدیہ اور ملت اسلامیہ کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا۔ آپ اور آپ کے گرامی قدر رفقاء شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک، مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی یہ وہ جدو جہد تھی جو قادیانیوں کو آئینی طور پر پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دینے سے بھی قبل ۱۹۷۳ء کے آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی بنیاد رکھ کر آئینی طور پر قادیانیوں کا راستہ روک دیا گیا۔ اس پر بلاشبہ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ پوری امت کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو جب چناب نگر (ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر قادیانیوں نے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پر حملہ کیا اور شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت باسعادت میں تحریک ختم نبوت چلی، تب مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی تشکیل اور پاکستان کی تمام پارلیمانی جماعتوں کو مجلس عمل کا حصہ بنانے، دن رات پوری پاکستانی قوم کی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے بیداری اور راہنمائی اور پھر قومی اسمبلی میں قادیانی، لاہوری گروپ (مرزا ناصر احمد قادیانی گروپ اور صدر الدین، مسعود بیگ اور عبدالمنان لاہوری گروپ) پر جرح کرکے ان کو لاجواب کرنا اور پھر گورنمنٹ کے ساتھ قادیانی مسئلہ پر مذاکرات اور اس کی تمام تر کارروائی سے مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی پوری قیادت کو باخبر رکھنا یہ وہ امور ہیں جو ایک بیدار مغز قائد اور بالغ النظر جرنیل اور عالم ربانی کی شکل میں مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی ذات



www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

گرامی نے پورے کیے۔ آپؒ نے اپنی جماعت جمعیت علماء اسلام اور جمعیت طلباء اسلام کو مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کا حصہ بنا کر کراچی سے خیبر، کوئٹہ کے پہاڑوں سے بہاولپور کے چولستان تک پوری قوم کو علماء، مشائخ، پیران طریقت اور شیوخ حدیث کی قیادت مہیا کی۔ اس پوری جدوجہد میں مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ ایسے مقام رفیع پر کھڑے نظر آتے ہیں جسے محض فضل ربی ہی قرار دیا جاسکتا ہے۔ غرض پاکستان میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ اور ان کے گرامی قدر رفقاء کرام کی وہ عظیم الشان اور سنہری خدمات ہیں جسے ایک منصف مزاج مورخ کبھی بھی نظر انداز نہیں کرسکتا۔

قدرت کے کرم کے اپنے فیصلے ہوتے ہیں کہ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی ان خدمات کو اللہ رب العزت کے حضور ایسا شرف قبولیت نصیب ہوا کہ آپ کی رحلت کے بعد آپ کے جانشین قائد انقلاب اسلامی اور قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے اپنے والد گرامی کے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے تسلسل اور شاندار روایات کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ اسے آگے بڑھایا۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء یا پرویز مشرف کے دور میں پاسپورٹ میں خانہ مذہب کی بحالی، ووٹرلسٹوں میں قادیانیوں کی مسلمانوں سے علیحدہ ووٹرلسٹوں کی تیاری اور تحفظ ناموس رسالت کے قانون 295/C کا دفاع آئین کی اسلامی شقوں کو ختم کرنے کی سازش جیسے مرحلے پر قائد انقلاب اسلامی اور قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے امت مسلمہ اور اسلامیان پاکستان کی نہ صرف رہنمائی فرمائی بلکہ آپ کی قیادت باسعادت میں امت نے وہ عظیم کامیابیاں حاصل کیں جو آج تاریخ کا حصہ اور تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کی کامیابی کے ماتھے کا جھومر ہیں۔ بجا طور پر مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کی تحفظ ختم نبوت کے لیے خدمات کے تسلسل کا دوسرا نام قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمٰن ہے۔ اور ہمیں ان کی قیادت باسعادت پر فخر ہے اس پر وہ پوری ملت کی طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں۔

جمعیۃ علماء اسلام کے حضرات کی ربع صدی سے زائد یہ روایت رہی ہے کہ وہ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ صاحب کی یاد میں ہر سال ملک کے کسی نہ کسی اہم شہر میں حضرت مفتی صاحبؒ کی وفات کی مناسبت سے اکتوبر میں بڑا اجتماع منعقد کرتے ہیں۔ امسال یہ اجتماع فیصل آباد شہر میں ۲۱ر اکتوبر بروز جمعہ بعد از عصر دھوبی گھاٹ میں منعقد ہوا۔ اسے کامیاب بنانے کے لئے فیصل آباد اور گردونواح کے اضلاع میں بھرپور تیاری کی گئی۔ کانفرنس کے منتظم اعلیٰ مولانا مخدوم سید محمد زکریا اس کے لئے سرگرم عمل رہے۔ گزشتہ ہفتہ ملک عزیز صاحب کے نامور دینی ادارہ دارالقرآن کے مہتمم یادگار اسلاف حضرت مولانا قاری محمد یٰسین صاحب مدظلہ کی دعوت پر فیصل آباد ڈویژن کے دینی مدارس کا ''استحکام مدارس واستحکام پاکستان'' کنونشن تھا جس میں وفاق المدارس پنجاب کے ناظم اعلیٰ مولانا قاضی عبدالرشید صاحب مہمان خصوصی تھے۔ اس میں متفقہ طور پر اعلان کیا گیا تھا کہ جمعیۃ کی خدمات کو اجاگر کرنے کے لئے مفتی محمود کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لیے بھرپور محنت سے مدارس اور عوام کی شرکت کو یقینی بنایا جائے گا۔

دریں اثناء عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور دیگر تنظیمات نے بھی اس کانفرنس کو کامیاب بنانے میں دن رات محنت اور کوششیں کیں۔ اس کانفرنس کی کامیابی کے لیے کارنر میٹنگز، عوامی اجتماعات، رابطہ عوام مہم تسلسل کے ساتھ جاری رہے۔ جمعہ کے خطبات میں ڈویژن بھر میں علماء کرام نے اس کانفرنس کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ اسی طرح جمعیۃ علماء اسلام، وفاق المدارس اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مشترکہ اجلاس چنیوٹ ضلع کی سطح پر مدرسہ ختم نبوت چناب نگر میں منعقد کیا گیا تھا۔ جس میں کانفرنس کی کامیابی کی جدوجہد اور طریقہ کار کو آخری شکل دی گئی تھی۔ کانفرنس میں آخری خطاب قائد جمعیۃ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا ہوا جو موجودہ ملکی حالات کے تناظر میں ان شاء اللہ! سنگ میل ثابت ہوگا۔ ۲۱ر اکتوبر دھوبی گھاٹ فیصل آباد کی ''مفتی محمود کانفرنس'' ان حالات میں بھرپور اور مؤثر کردار ادا کرے گی۔ کانفرنس کو کامیاب بنانے میں جن جن حضرات نے اپنی مساعی اور خدمات پیش کیں۔ حق تعالیٰ ان سب حضرات کو اپنے شایان شان جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔ ''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُ اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ۔''

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

# حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

الحمد للّٰہ رب العلمین، والصلاۃ والسلام علی خاتم الأنبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ أجمعین، اما بعد!

اللہ نے جب سے بنی نوع انسان کو پیدا فرمایا ہے، اسی وقت سے اس کی مادی اور روحانی ضروریات کا بھی انتظام فرمادیا ہے، اسی لیے اسے ربّ العالمین کہتے ہیں۔

انسان کی مادی اور جسمانی ضرورت کے لیے کھانے، پینے کی اشیاء اور ان کے حصول کے اسباب مہیا فرمائے اور اس کی روحانی ضرورت کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعہ ہدایت کا سلسلہ جاری فرمایا۔

اسی سلسلۂ ہدایت کی ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور اس کی انتہاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور آخری نبی کی صفت سے پکارا جاتا ہے، جب یہ ہدایت کا سلسلہ شروع ہوا تو ہر دور اور ہر شہر اور ہر بستی میں انبیاء اور رسول آتے رہے، بلکہ بعض اوقات بیک وقت ایک شہر میں ایک سے زائد بھی انبیاء کرام علیہم السلام موجود رہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ.“ (الفاطر:۲۴)

ترجمہ: ”اور کوئی قوم ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو۔“

ہدایت کا یہ سلسلہ جاری رہا اور بڑے بڑے اولوالعزم پیغمبر اس دنیا میں تشریف لائے، جن میں سے بعض کا ذکر قرآن کریم میں وارد ہوا ہے، جیسے حضرت نوح علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام، حضرت اسحٰق علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

آخر میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے اس ہدایت کی تکمیل فرماکر اس کے آخری ہدایت ہونے کا اعلان فرمادیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا.“ (المائدہ:۳)

ترجمہ: ”آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کردیا اور میں نے اپنی نعمت تم پر پوری کردی اور میں نے تمہارے لیے پسند کیا اسلام کو دین۔“

اس آخری ہدایت کو اسلام سے تعبیر فرماکر اس کا بھی اعلان کردیا کہ اب قیامت تک اس دین اسلام کے سوا کوئی اور دین اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں اور یہ کہ انسانی نجات کے لیے صرف یہی ایک راستہ متعین ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ.“ (آل عمران:۸۵)

ترجمہ: ”اور جو شخص اسلام کے سوا کسی دوسرے دین کا خواہش مند ہوگا تو اس کا وہ دین ہرگز مقبول نہ ہوگا اور وہ شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔“

قرآن کریم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمومیت کو مختلف انداز میں بیان فرمایا ہے، چناں چہ سورۃ نساء میں ارشاد فرمایا:

”وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ○ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا.“ (النساء:۷۹)

ترجمہ: ”اور اے محمد! ہم نے آپ کو سب لوگوں کے لیے رسول بناکر بھیجا اور اس بات پر اللہ کی گواہی کافی ہے۔“

اور سورۃ سباء میں فرمایا:

”وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا.“ (السباء:۲۸)

ترجمہ: ”اور اے پیغمبر! ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بناکر بھیجا ہے۔“

اور سورۃ احزاب میں آپ کے خاتم الانبیاء ہونے کا اعلان اس طرح فرمایا:

”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ

اَلنَّبِيّٖنَ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۔" (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ:"محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں (یعنی نسب کے اعتبار سے) مگر ہاں وہ اللہ کے رسول اور آخرالنبیین ہیں اوراللہ ہر چیز کی مصلحت کوخوب جانتا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کی گواہی گزشتہ انبیاء کرام علیہم السلام نے بھی دی ہے، عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کے بارے میں خوش خبری دیتے ہوئے فرمایا:

"وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ." (الصف:۶)

ترجمہ:"اور میں ایک ایسے رسول کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے اوران کا نام احمد ہوگا۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اپنے مبارک اقوال سے اپنی رسالت کی عمومیت اور ختم نبوت کومختلف انداز میں اُمت کے سامنے واضح فرمایا ہے،آپ نے اپنی رسالت کی عمومیت کوان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

"أعطيت خمساً لم يعطهن أحد قبلي: نصرت بالرعب مسيرة شهر، و جعلت لي الأرض مسجدا وطهوراً فايما رجل من أمتي أدركته الصلوة فليصل. وأحلت لي المغانم ولم تحل لأحد قبلي، وأعطيت الشفاعة وكان النبي يبعث الى قومه خاصة وبعثت الى الناس عامة."
(صحیح البخاری، کتاب التیمم، ج:۱، ص:۱۱۲، ح:۳۳۵، ط:المکتبۃ الرحمانیۃ)

ترجمہ:"مجھے پانچ ایسی خصوصیات دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کونہیں دی گئیں:

۱۔میری نصرت فرمائی گئی ہے رعب کے ذریعے جوکہ ایک مہینہ کی مسافت سے دشمن پر پڑتا جاتا ہے،۲۔میرے لیے زمین کومسجد اور طہارت کاذریعہ بنادیا گیا ہے لہٰذا میری اُمت کا کوئی شخص بھی ہو، جب نماز کاوقت آجائے تو اسے چاہیے کہ نماز پڑھ لے،۳۔اور میرے لیے مال غنیمت حلال کردیا گیا ہے جب کہ یہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے حلال نہ تھا،۴۔اور مجھے شفاعت کبریٰ عطا کی گئی ہے،۵۔اور مجھ سے پہلے ہر نبی اپنی خاص قوم کی طرف بھیجا جاتا تھااور مجھے تمام انسانوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے۔"

پھرآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ختم نبوت کی وضاحت فرماتے ہوئے ارشادفرمایا:

"ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدي ولا نبي." (جامع الترمذی، ابواب الرؤیا، باب ذہبت النبوۃ وبقیت المبشرات، ج:۲، ص:۵۰۰، ح:۲۲۳۲)

ترجمہ:"بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہوچکی ہے، میرے بعد کوئی رسول نہ ہوگا اور نہ نبی۔"

پھرآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہدایت کی تکمیل اور ختم نبوت کے مفہوم کو سمجھانے کے لیے ایک ایسی حسی مثال بیان فرمائی جس کے سننے کے بعد ایک معمولی سمجھ رکھنے والے مسلمان کو بھی کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا،آپ نے فرمایا:

"ان مثلي و مثل الانبيا من قبلي كمثل رجل بنى بيتا فاحسنه وأجمله الاموضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة؟ قال: فانا اللبنة وأنا خاتم النبيين." (صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب: خاتم النبیین، ج:۱، ص:۲۶۷، ح:۳۵۳۴)

ترجمہ:"میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے نہایت حسین وجمیل محل تیار کیا مگر اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی،لوگ اس کے گرد چکر لگاتے ہیں اوراس (کی خوبی تعمیر) پر تعجب کرتے ہیں اور لوگ بطور تعجب کہتے ہیں کہ یہ اینٹ کیوں نہ لگادی گئی کہ (محل بہمہ وجوہ کامل ومکمل ہوجاتا) فرمایا: پس میں (قصر نبوت کی) وہی (آخری) اینٹ ہوں اور خاتم النبیین ہوں کہ (میری آمد) سے انبیاء کرام کی تعداد پوری ہوگئی۔"

بہرحال! اُمت اسلامیہ کا یوم اوّل سے لے کرآج تک اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب قیامت تک کوئی نبی اور رسول نہیں ہوگا اور آپ کی لائی ہوئی ہدایت "دین اسلام" آخری ہدایت ہے اور اسی پر انسانیت کی کامیابی کا مدار ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب بھی کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اُمت نے اسے جھوٹا قرار دیا اور اس کے خلاف اعلان جنگ کیا۔ جیسے مسیلمہ کذاب اوراسود عنسی وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور پوری اُمت اسلامیہ کوآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے عقیدہ پر قائم رہنے اوراس کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

☆☆..............☆☆

# قانون کا بنیادی مقصد!

محدث العصر حضرت علامہ سیّد محمد یوسف بنوریؒ

قانون کا اہم ترین مقصد عدل و انصاف کو بروئے کار لانا اور انسانیت کو ظلم وجور اور بہیمیت ودرندگی کے چنگل سے نجات دلانا ہوتا ہے، لیکن اگر خود قانون کجروی اور درندگی کی آماجگاہ بن جائے، قانون ساز اداروں پر ظلم پیشہ درندوں کا تسلط ہوجائے اور وہ اپنی پست اور گھٹیا خواہشات کے مطابق اندھادھند قانون سازی کرنے لگیں تو ظاہر ہے کہ قانون' حفاظتِ عدل کے بجائے ظلم وعدوان کا پشتیبان اور پاسبان بن کر رہ جائے گا۔ اس خطرہ سے بچنے کے لیے ضرورت ہوگی کہ ''عدل'' کا مفہوم متعین کیا جائے اور اُسے ''ظلم وعدوان'' سے ممتاز کیا جائے۔ ''عدل'' کیا ہے؟ اور ''ظلم'' کسے کہتے ہیں؟ یہ ایک ایسا نکتہ ہے جس کے بغیر قانون کا سارا دفتر لغویت وہذیان کا پلندہ بن کر رہ جاتا ہے اور ہمیں یہ سن کر حیرت ہوتی ہے کہ دنیا کے اعلیٰ ترین مفکر اور ماہرین قانون ''عدل'' کا ایسا مفہوم متعین کرنے سے عاجز ہیں، جو تمام انسانیت کے لیے یکساں قابل قبول ہو۔

اور جو شخص یہ نہیں جان سکتا کہ ''عدل'' کیا ہے؟ آخر کس قانون سے اُسے قانون سازی کا حق حاصل ہے؟ ایک حق تعالیٰ ہی کی ذات ایسی ہے جس کا علم کائنات کے ذرہ ذرہ کو محیط ہے اور جس کی رحمت ساری انسانیت بلکہ کائنات کے لیے عام ہے، انسانوں کے کسی خاص گروہ سے اس کا مفاد وابستہ نہیں، وہی انسانیت کے لیے ''عدل'' کا ٹھیک ٹھیک مفہوم متعین کرسکتا ہے اور اسی کا نازل کردہ قانون ''قانونِ عدل'' کہلانے کا مستحق ہے۔ قانونِ الٰہی کے سوا دنیا کے خودتراشیدہ قانون نہ عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرسکتے ہیں، نہ انسانیت کو ظلم وستم کے آہنی پنجے سے نجات دلاسکتے ہیں، حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْکِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ۔'' (الحدید:۲۵)

ترجمہ:......''ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلے کھلے احکام دے کر بھیجا اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب کو اور انصاف کے ترازو کو نازل کیا، تاکہ لوگ اعتدال پر قائم رہیں''۔

جرم اور سزا کے درمیان وہی رشتہ ہے جو مرض اور دوا کے درمیان ہے۔ ایک ماہر طبیب مرض کی نوعیت، اس کے اسباب وعوارض اور اس کے آثار ونتائج کو سمجھتا ہے، مریض کی عادات ونفسیات کا بغور مطالعہ کرتا ہے، اس کے محلِ بود وباش اور تقاضائے سن وسال کو سوچ سمجھ کر اس کے لیے نسخہ تجویز کرتا ہے، طریقہ استعمال بتاتا ہے، غذا و پرہیز کی بابت ہدایات دیتا ہے۔ لیکن ایک عطائی کو ان چیزوں سے سروکار ہے نہ اہلیت، اس نے کہیں سے سن لیا کہ فلاں مرض کے لیے فلاں دوا مفید ہے، بس! وہ دوا اٹھائی اور لوگوں کو دینا شروع کردی، اس کے بعد مریض کی قسمت کہ وہ جیے یا مرے۔

## انسانیت کے سب سے بڑے امراض و جرائم اور اُن کا علاج:

جرائم انسانیت کے سب سے بڑے امراض ہیں اور قانون کے ذریعہ ان امراض کا علاج کیا جاتا ہے۔ قانون کا سب سے مشکل مرحلہ جرم اور سزا کے درمیان توازن کا قائم کرنا ہے اور ایسی ترازو دنیا کے کسی کارخانے میں تیار نہیں ہوتی، جس سے جرم کے آثار ونتائج کا وزن کرکے اس کے ہم وزن سزا تجویز کی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانی قانون کی تمام تر درازدستیوں کے باوجود ''مہذب ممالک'' میں گھناؤنے جرائم کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی جارہی ہے اور جب تک دنیا اس ''انبیائی میزان'' کے مطابق جرم وسزا کا موازنہ نہیں کرتی، اُس وقت تک انسانیت پر جنگل کا قانون نافذ رہے گا اور انسانیت ظلم وعدوان کے پنجے میں سسکتی بلکتی رہے گی۔

یہی میزانِ نبوت ہمیں بتاتی ہے کہ ''زنا'' اپنے اندر تعفن اور گندگی کی کتنی مقدار رکھتا ہے اور اس کا علاج کتنے پتھروں یا کوڑوں سے ہونا چاہیے اور کسی کے مال پر ناجائز ہاتھ ڈالنا کتنا بڑا معاشرتی روگ ہے اور اس کا علاج صرف ''ہاتھ کاٹنے'' سے ہوسکتا ہے۔ جو شخص فالج کا علاج کونین سے اور موتیابند کی تدبیر ''اسپرو'' سے کرنا چاہتا ہے، وہ جاہل' مریض کا دوست نہیں دشمن ہے اور جو شخص قتل کا علاج اتنے سال کی قید سے اور ڈکیتی کا علاج اتنے ماہ کی قید سے کرنا چاہتا ہے، وہ قانون ساز نہیں، انسانیت کا

قاتل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج مہذب ممالک کے جیل خانے جرائم کی تربیت گاہ بن کر رہ گئے ہیں۔ مجرم جب سزا کاٹ کر واپس آتے ہیں تو مرضِ جرم سے شفایاب ہو کر نہیں نکلتے، بلکہ عادی مجرم بن کر آتے ہیں۔ اِلا ماشاء اللہ!

## اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا کامل و مکمل آخری قانون:

خدائے برتر کا آخری قانون اپنی جامع اور کامل ترین صورت میں حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا، اس نے انسانیت کے لیے عدل و انصاف، مودت و رحمت، ہمدردی و خیر خواہی، اُخوت و مواسات اور سکون و اطمینان کی وہ فضا پیدا کی، جس کی مثال چشم فلک نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ یہ ایک ایسا خود کار نظام تھا جس کی بدولت اول تو جرائم کی تعداد گھٹتے گھٹتے صفر کے نقطہ تک پہنچ گئی تھی اور کبھی سہو یا بشریت کی بنا پر کوئی جرم کسی سے صادر ہو ہی جاتا تو مجرم خود ہی ”طَھِّرْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ!“ (یارسول اللہ! مجھے سزا دے کر پاک کر دیجئے!) کا نعرہ لگاتے ہوئے عدالت کے کٹہرے میں حاضر ہوتا، اور جب تک عدالتِ نبوت اس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کر دیتی، اس کے ضمیر کی خلش، ایمان کی حرارت اور محاسبۂ آخرت کی فکر اُسے مسلسل بے چین کیے رکھتی۔ نہ کسی کو کسی سے شکایت، نہ کوئی طبقاتی مسئلہ، نہ کوئی اقتصادی اُلجھن، نہ کوئی سیاسی آویزش۔ کیا آج کا ترقی یافتہ، لیکن بے حد مظلوم انسان اس کا تصور بھی کر سکتا ہے؟ یہ تھی اسلامی شریعت! جس نے دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

”قَدْ جِئْتُکُمْ بِالسَّمْحَۃِ الْبَیْضَاءِ لَیْلُھَا وَنَھَارُھَا سَوَاءٌ۔“

(ابن ماجہ ص:۳، ط: قدیمی)

ترجمہ:......”میں تمہارے پاس ایسی آسان اور روشن شریعت لایا ہوں، جس کے رات دن یکساں روشن ہیں۔“

پاکستان اس مقصد کے لیے معرضِ وجود میں آیا تھا کہ اُسے ”دار الأمن والإیمان ومھد السلامۃ والإسلام“ ایمان و اسلام کا گھر اور امن وسلامتی کا گہوارہ بنایا جائے گا۔ ”لا إلٰہ إلا اللّٰہ“ کا واسطہ دے کر ہم نے خدا اور رسول سے، نیز دس کروڑ مسلمانوں سے عہد کیا تھا کہ اس ”مملکتِ خداداد“ کا آئین اسلام ہوگا، ہماری اجتماعی زندگی کا ایک ایک شعبہ اسلام کے زیرنگیں ہوگا، ہم اپنے سفرِ حیات کی ایک ایک لائن کو شریعتِ محمدیہ کے صراطِ مستقیم پر لائیں گے اور آج کی دُکھ بھری دنیا کو بتائیں گے کہ تم جس متاعِ گم گشتہ کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہو، وہ حضرت محمد ﷺ کے نقشِ قدم کی پیروی سے آج بھی مل سکتی ہے۔

اگر ہمارے اربابِ اقتدار نفاق ورزی سے کام نہ لیتے اور امتِ مسلمہ کے ساتھ ساتھ خدا اور رسولؐ کو بھی صرف وعدوں اور لیکچروں سے نہ بہلاتے تو یہ ملک واقعۃً اسلام اور سلامتی کا گہوارہ اور پوری دنیا کے لیے مثالی نمونہ ہوتا، پاکستان کی اعلیٰ قیادت ایک نئی دنیا کی معمار ہوتی اور آج عالمِ اسلام کا نقشہ یقیناً کچھ اور ہوتا۔ مگر یہاں بائیس سال سے جو کچھ ہوا اور اس کی جو قیمت پوری قوم کو ادا کرنا پڑی اور ہم اس کے نتیجہ میں جو خود غرضی، افراتفری، افتراق وانتشار اور ذلت ونکبت کا شکار ہوئے، اس کا تذکرہ رنج والم اور ندامت وخجالت کا موجب ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کا مقصد اسی وقت پورا ہو سکتا ہے اور اسلامی مملکت کا خواب اسی وقت شرمندۂ تعبیر ہو سکتا ہے، جبکہ یہاں اسلامی آئین نافذ ہو اور اسلامی شریعت اور خدائی قانون کو زندگی کے تمام شعبوں میں جاری کیا جائے، عدلیہ میں قرآن وسنت اور فقہِ اسلامی کے مطابق فیصلے کیے جائیں، حدود اللہ کا اجراء کیا جائے۔ اسلامی قانون، کتاب وسنت اور فقہ اسلامی میں مدون ومرتب موجود ہے، صدیوں اس پر عمل ہوتا رہا ہے، وہ آج بھی نافذ کیا جا سکتا ہے۔

## کسی ملک کے دار الاسلام بننے کا مدار کس چیز پر ہے؟:

تمام علمائے امت کا اتفاق ہے کہ کسی خطۂ زمین کے دار الاسلام بننے کا مدار اس بات پر نہیں کہ وہاں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب کیا ہے، بلکہ اس کا مدار قانونِ اسلام کے نفاذ پر ہے۔ جس ملک میں برسرِ اقتدار طبقہ کی جانب سے عوام کو اسلامی قانون کے فیوض وبرکات سے مستفید ہونے کا موقع نہ دیا جائے، جہاں کفر اور جاہلیت کا آئین وقانون مسلط ہو اور جہاں کے بے بس عوام مسلسل احتجاج کے باوجود

عبد الخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 32545573

خدائی قانون کے بجائے طاغوتی قانون کے مطابق اپنے مقدمات فیصل کرانے پر مجبور ہوں، اُسے ہزار بار مسلمانوں کا ملک کہہ لیجیے، لیکن اُسے حقیقی معنی میں اسلامی مملکت اور دارالاسلام کہتے ہوئے حیا آتی ہے۔ ''اسلام کے گھر'' میں بھی اگر اسلام کو قدم نکانے کی اجازت نہ ہوتو وہ مسلمانوں کا گھر تو ہوسکتا ہے، لیکن کیا دنیا کا کوئی عقلمند اُسے ''اسلام کا گھر'' مان لے گا؟ پاکستان اگر واقعی ''دارالاسلام'' اسلام کا گھر ہے تو یہاں کے دس گیارہ کروڑ فرزندانِ اسلام اور اس کے قائدین سے اپیل بے جانہ ہوگی کہ خدا کے لیے اس گھر میں اسلام کو قدم رکھنے کی جگہ دیجیے اور اُسے اپنے گھر کی اصلاح کرنے دیجیے۔

اسلام کیا ہے؟

بعض حضرات کی زبانِ فیض ترجمان سے ''اسلامی اقدار''، ''اسلامی اصول''، ''اسلامی نظریۂ حیات'' اور ''اسلامی مساوات'' جیسے مبہم الفاظ وقتاً فوقتاً سننے میں آتے ہیں۔ یہ تعبیر بڑی غلط فہمی اور تلبیس کا موجب ہوسکتی ہے۔ اسلام صرف چند مبہم اصولوں یا اعلیٰ اخلاقی قدروں کا نام نہیں، بلکہ وہ عقائد، عبادات، معاملات، تعزیرات اور اخلاق کے تفصیلی قوانین کا مجموعہ ہے۔ اسلام اگر زنا، چوری، ڈکیتی، قتل، شراب نوشی جیسی گھناؤنی حرکات کو جرائم قرار دیتا ہے تو ان کے انسداد کے لیے ایک مفصل تعزیراتی نظام بھی دیتا ہے۔ وہ جہاں معاشی تحفظ کا وعدہ دیتا ہے، وہاں اقتصاد و معاش کی جائز اور ناجائز صورتیں بھی بتاتا ہے۔ اگر وہ معاملات میں عدلِ اجتماعی پر زور دیتا ہے تو اس کے لیے ایک دیوانی قانون بھی رکھتا ہے۔ اگر وہ اصلاح معاشرہ کی ذمہ داری لیتا ہے تو اس کے لیے ایک کامل نظامِ ہدایت بھی دیتا ہے۔ الغرض زندگی کا کون سا گوشہ ہے، جس کے لیے اسلام نے تفصیلی قوانین وضع نہ کیے ہوں۔

''دارالاسلام'' وہی ہوسکتا ہے اور اسلامی مملکت وہی ہوسکتی ہے جہاں اسلام کی ہمہ گیر فرماں روائی ہو اور جہاں اسلام کے وہ تمام احکام و قوانین جاری ہوں جن کی تفصیلات کتاب و سنت اور فقہِ اسلامی میں موجود ہیں اور جن پر آنحضرت ﷺ کے عہد سے لے کر زوالِ خلافت کے آخری دور تک عمل ہوتا رہا ہے۔ جو لوگ ''اسلام'' کا نام لیتے ہوئے شرماتے ہیں اور صرف اسلامی اصول اور اسلامی مساوات جیسی اصطلاحات استعمال کرتے ہیں، ان کے بارے میں یہ اندیشہ غلط نہیں کہ وہ اسلام کے نام پر ''جاہلیت جدیدہ'' لانا چاہتے ہیں۔

یکم محرم سے شروع ہونے والا نیا سال ملک میں نئے انقلاب اور نئی تبدیلیوں کا پیغام لا رہا ہے۔ پردۂ غیب سے کیا کچھ طلوع ہوگا؟ اس کا ٹھیک علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے، تاہم حالات کی نزاکت بتاتی ہے کہ اس موقع پر ادنیٰ غفلت اور معمولی لغزش بے حد تباہ کن اور سنگین نتائج کی حامل ہوگی۔ اس لیے ضروری ہے کہ قوم کا ایک ایک فرد یہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کرے کہ مجھے کل اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس کی جواب دہی کرنا ہوگی۔ اگر خدانخواستہ وقت کی نزاکت کا صحیح احساس نہ کیا گیا اور جس مقصد کی خاطر پاکستان بنا تھا، اُسے پس منظر میں ڈال دیا گیا تو اس کا خمیازہ پوری قوم کو دنیا و آخرت میں بھگتنا ہوگا۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ موجودہ حکومت کا یہ عظیم کارنامہ ہے کہ اس نے قوم کے تمام طبقات کے لیے اطمینان بخش پالیسی اختیار کی ہے، اسے اس سے آگے بڑھ کر ایسی پالیسی بھی اختیار کرنی چاہیے، جس سے اللہ اور رسولؐ خوش ہوجائیں اور ایسے اقدامات بھی کرنے چاہئیں جس سے اسلامی نظام کے قیام کے امکانات روشن ہوں اور حکومت کو رضائے خداوندی کا تمغہ ملے۔ دوسری ذمہ داری طبقۂ علماء پر عائد ہوتی ہے کہ تمام نزاعات کو بالائے طاق رکھ کر کامل یکسوئی، جانفشانی اور للّٰہیت کے ساتھ قوم کا ذہن اسلام کے سایۂ رحمت کے لیے تیار کریں۔ تیسری ذمہ داری قوم کے قائدین اور سیاست دانوں پر عائد ہوتی ہے کہ وہ فروعی اور علاقائی نعروں کو چھوڑ کر صرف اسلام کے لیے کام کریں۔ سب سے آخری اور عظیم ذمہ داری مسلم عوام پر عائد ہوتی ہے کہ وہ صرف اسلام کے لیے اپنا ''حق رائے دہی'' استعمال کریں۔ یہ گزارشات نہایت اختصار کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔ اے اللہ! ہماری حالتِ زار پر رحم فرما اور ہمیں ایسے اعمال کی توفیق عطا فرما جس سے تو راضی ہو اور ہمیں ایسی حرکات سے بچائیو، جو دنیا و آخرت میں تیرے غضب کا موجب ہیں۔ ☆☆

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

## یومِ حساب سے پہلے
# محاسبہ کی ضرورت

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

"..... اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّاب رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ اِلٰى بَعْضِ عُمَّالِهٖ، فَكَانَ فِيْ آخِرِ كِتَابِهٖ: اَنْ حَاسِبْ نَفْسَكَ فِي الرَّخَاءِ قَبْلَ حِسَابِ الشِّدَّةِ فَاِنَّ مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهٗ فِي الرَّخَاءِ قَبْلَ حِسَابِ الشِّدَّةِ عَادَ مَرْجِعُهٗ اِلَى الرِّضَاءِ وَالْغِبْطَةِ، وَمَنْ اَلْهَتْهُ حَيَاتُهٗ وَشَغَلَتْهُ سَيِّئَاتُهٗ عَادَ مَرْجِعُهٗ اِلَى النَّدَامَةِ وَالْحَسْرَةِ، فَتَذَكَّرْ مَا تُوْعَظُ بِهٖ لِكَيْ تَنْتَهِيَ عَمَّا تَنْهٰى عَنْهُ."

(کنز العمال، ج:۱۶، حدیث:۴۴۱۹۰)

"عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَتَبَ اِلٰى مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَمَّا بَعْدُ! فَالْزَمِ الْحَقَّ يُبَيِّنْ لَكَ الْحَقُّ مَنَازِلَ اَهْلِ الْحَقِّ وَلَا تَقْضِ اِلَّا بِالْحَقِّ وَالسَّلَامُ."

(کنز العمال، ج:۱۶، حدیث:۴۴۱۹۳)

ترجمہ:..... "حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعض گورنروں کو ایک خط لکھا اور اس کے آخر میں تھا کہ: کشائش کے زمانہ میں اپنے نفس کا محاسبہ کیا کرو، سختی کے حساب سے پہلے، جو شخص اپنا محاسبہ کرتا رہے گا جب شدت اور سختی کا وقت آئے گا تو اس کا انجام رضائے الٰہی اور غبطہ کی شکل میں نکلے گا، اور جس کو اس کی زندگی نے غافل کردیا اور اس کی برائیوں نے اس کو مشغول رکھا، تو جب اس کا انجام نکلے گا تو نہایت ندامت اور حسرت کا انجام ہوگا، پس جو نصیحت تم کو کی جارہی ہے اس پر غور کرو تاکہ جس چیز سے رکنا چاہئے اس سے تم باز رہ سکو۔"

ترجمہ:..... "حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کو خط لکھا فرمایا کہ: حق کو لازم پکڑو، حق، تمہارے لئے اہل حق کے منازل واضح کردے گا، اور کوئی فیصلہ حق کے بغیر نہ کرنا۔ والسلام۔"

### حضرت عمرؓ کا صحابہؓ کو نماز کی تلقین کرنا:

یہ حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دو خطوط ہیں۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے حکام، صوبے داروں اور دوسرے ایسے لوگ جو حکومت میں دخیل ہوتے ہیں، ان کو وقتاً فوقتاً نامہ گرامی لکھتے رہتے تھے، ان کو نصیحت فرماتے رہتے تھے، اور تنبیہات فرماتے تھے، مؤطا امام مالک میں ہے کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تھا کہ:

"اِنَّ اَهَمَّ اَمْرِكُمْ عِنْدِي الصَّلَاةُ فَمَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا حَافَظَ عَلٰى غَيْرِهَا وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ."

(مؤطا امام مالک ص:۵)

ترجمہ:..... "میرے نزدیک تمہارے تمام کاموں میں سب سے زیادہ اہم نماز ہے، جو شخص اس کی محافظت اور پابندی کرے وہ دین کے دوسرے کاموں کی بھی پابندی کرے گا، اور جو شخص اس میں لاپروائی کرے گا اور اس کو ضائع کرے گا وہ دین کی دوسری باتوں کو بدرجۂ اولیٰ ضائع کرے گا۔"

اس کے بعد اسی خط میں نماز کے اوقات تحریر فرمائے ہیں کہ فلاں فلاں وقت نماز پڑھا کرو۔ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اچھی طرح جانتے تھے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں طویل مدت تک رہے ہیں، اور انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا اچھی طرح علم ہے، چند صحابہ جو بہت شدت سے روایتیں کرتے ہیں، ان میں ایک نام حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بھی ہے، اس کے باوجود ان کو اس معاملہ میں خط لکھ رہے ہیں تاکہ حکومت کی ذمہ داریوں، اس کی مصروفیات اور اس کی مشغولیت کی وجہ سے کسی قسم کی سستی اور تہاون پیدا نہ ہوجائے۔

### کشائش کے زمانہ میں اپنے محاسبہ کی ضرورت:

یہ خط جو میں نے آپ کے سامنے پڑھے ہیں ان میں سے پہلا خط حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک عامل کو یعنی حاکم اور گورنر کو لکھا اور اس میں بہت ساری باتیں تحریر فرمائیں تھیں، اس کے آخر میں یہ تحریر فرمایا کہ کشائش کے زمانے میں اپنے نفس کا محاسبہ کیا کرو، جبکہ تم پر پکڑ دھکڑ کرنے والا کوئی نہیں، اور تمہیں کسی سے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں، اس وقت اپنے آپ کا محاسبہ کیا کرو۔ سختی کے حساب سے پہلے۔ سختی کا حساب ہے قیامت کے دن کا حساب۔

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فقرہ عام طور پر مشہور ہے کہ: "اپنا حساب کرلو اس سے

پہلے کہ تمہارا حساب کیا جائے۔'' یہی مطلب ہے اس جملہ کا بھی کہ شدت کا حساب پیش آنے سے پہلے پہلے کشائش، نرمی اور فراخی کے زمانے میں اپنا حساب کیا کرو۔

### محاسبہ سے پہلے محاسبہ کے فوائد:

اس کے بعد فرمایا: جو شخص شدت کے زمانے سے پہلے پہلے کشائش کے زمانے میں اپنا حساب کرلیتا ہے اس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ جب اس کا حساب ہوگا، تو اس کا نتیجہ رضا اور غبطہ کی شکل میں نکلے گا، یعنی اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا اور لوگوں کو اس کی حالت پر رشک آنا، اس کے حساب کو قیامت کے دن دیکھ کر حق تعالیٰ شانہ کی رضامندی کا اعلان ہوگا، اور محشر کے لوگوں کو اس شخص پر رشک آئے گا کہ اے کاش! ہمارے ساتھ بھی یہ معاملہ کیا جاتا۔

### اپنا محاسبہ نہ کرنے والوں کا انجام:

جو شخص ایسا ہوتا ہو کہ زندگی اس کو غافل کردے اور اس کی سیئات، برائیاں اس کو مشغول رکھیں، تو اس کا نتیجہ ندامت اور حسرت ہوگا، قیامت کے دن ایسا آدمی پشیمان ہوگا اور حسرت اٹھائے گا۔

قرآن کریم میں فرمایا:

"اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ۔" (الزمر:۵۵)

ترجمہ:...... ''ہائے افسوس اس پر جو میں نے کوتاہی کی اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں، تفریط کی، اور میں تو تھا ہنسی مذاق سمجھنے والوں میں سے (کہ قیامت کا حساب ہنسی کھیل ہے)۔''

تو ایک بات تو یہ تحریر فرمائی اور دوسری بات یہ تحریر فرمائی کہ جس چیز کی تمہیں نصیحت کی جا رہی ہے اس پر غور و فکر کیا کرو تا کہ جن چیزوں سے رکنا چاہئے تم ان سے رک سکو اور باز رہ سکو۔

### محاسبہ اور نصیحت حاصل کرنا:

تو ایک ہے محاسبہ اور دوسرا ہے نصیحت حاصل کرنا۔ ہر وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنا نامہ اعمال لے کر، اپنے عمل کے دفاتر لے کر پیش ہونا ہے اور اپنا حساب کروانا ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے نفع و نقصان کا میزانیہ آج ہی لگالے۔

### روز کے روز کا حساب:

اکابر تو فرماتے ہیں کہ روز کا روز حساب لگاؤ، عشا کی نماز کے بعد جب لیٹنے لگو، تو تھوڑا سا وقت اس کے لئے مقرر کرو، صبح سے لے کر شام تک جو کچھ ہم نے کیا ہے، کتنے لمحات ہم پر گزرے ہیں اور ان لمحات کو ہم نے کس مصرف پر خرچ کیا؟ اچھے کام پر خرچ کیا ہے یا برے کام میں یا لایعنی کام میں؟ تین ہی شکلیں ہوسکتی ہیں، اگر اچھے کام میں خرچ کیا ہے تو شکر کرو اور کہو: "اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ۔"

لیکن پھر یہ بھی سوچ لو کہ جو اچھے کام کئے ہیں، جیسے کرنے چاہئے تھے، ویسے ہی کئے ہیں؟ ان کا حق ادا کرنے کی کوشش کی؟ کیونکہ حق تعالیٰ شانہ کی عبادت کا حق تو ادا نہیں ہوسکتا، اور حق تعالیٰ شانہ کی عبادت کا حق کس سے ادا ہوسکتا ہے؟ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا میں نے حق ادا کرنے کی کوشش بھی کی ہے یا نہیں؟ اگر کوشش کی ہے تو اس پر شکر بجالاؤ، اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو پھر ان نیک اعمال بجالانے میں جتنی کوتاہیاں، لغزشیں اور غفلتیں ہوئی ہیں ان پر توبہ استغفار کرو۔ ایک ہی چیز پر شکر بھی ہے اور استغفار بھی ہے۔ شکر تو اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ان اوقات کو نیک کام میں مشغول کردیا: "اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ۔"

### نیکی کی توفیق پر شکر:

ہمارے ایک بزرگ ہیں، جو بہت زیادہ اچھی قسم کی انگریزی جانتے ہیں، قادیانیت کے بارے میں انہوں نے میرے رسائل کا ترجمہ کیا ہے، اب بھی وہ اس کام میں مشغول رہتے ہیں، تھوڑا بہت کرتے رہتے ہیں، اور ان کے انگریزی ترجمہ کی ایک جلد چھپ چکی ہے، تین دن پہلے میرے پاس آئے تھے اور اتنا شکریہ ادا کررہے تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے کہ آپ نے مجھے بہت ہی اچھے کام میں لگادیا، خالصتاً لوجہ اللہ وہ اس کام کو کرتے ہیں، کوئی معاوضہ نہیں، کوئی ستائش نہیں، ممنون تو مجھے ان کا ہونا چاہئے تھا، لیکن وہ اتنی ممنونیت کا اظہار کررہے تھے کہ کچھ پوچھو نہیں۔ مالک کی طرف سے نیک کام کی توفیق مل جانا اور کسی اچھے کام میں ہمیں لگا دینا یہ کوئی معمولی احسان نہیں، اللہ تعالیٰ کا تو اس پر شکر کرو، دوسرا یہ کہ ہمارے اس کام میں جتنی کوتاہیاں، لغزشیں اور غفلتیں ہوئی ہیں اور جیسا ہمیں کرنا چاہئے تھا، ویسا بن تو کیا پڑتا ہم نے کوشش بھی نہیں کی، اس پر استغفار کیا جائے، شیخ عطار فرماتے ہیں:

بے گناہ نگزشت بدما ساعتے
اور بہ حضور دل نہ کردم طاعتے

ترجمہ:..... ''بغیر گناہ کے ایک گھڑی بھی ہم پر نہیں گزری، دل کی حاضری کے ساتھ یاد نہیں پڑتا کہ میں نے ایک بھی عبادت کی ہو۔''

### زندگی میں کوئی عبادت تو ایسی ہو.....:

زندگی میں ایک عبادت تو ایسی ہوتی جو میں نے دل کی حاضری کے ساتھ ادا کی ہوتی۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

"مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَایَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ حَتّٰی تَخْرُجَ مِنْ تَحْتِ اَظْفَارِهٖ۔" (مشکوٰۃ ص:۳۸)

ترجمہ:...... ''جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے، (وضو کو بھی عبادت سمجھ کر کرے کہ یا اللہ! میں ظاہر کو پاک کر رہا ہوں تو میرے

باطن کو بھی پاک کردے، ایسا وضو کرے کہ پانی سے صرف ظاہری اعضا پاک نہ ہوں، بلکہ اس کا باطن بھی پاک ہوجائے، وحل جائے) ایسے وضو کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وضو کرنے ہی سے اس کے سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔"

خیر یہ گفتگو دوسری طرف چل پڑے گی، میں تو دوسری حدیث سنا رہا تھا کہ:

"مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوْئِیْ هٰذَا ثُمَّ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ لَا یُحَدِّثُ نَفْسَهٗ فِیْهِمَا بِشَیْءٍ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ."

(مشکوٰۃ ص:۳۹)

ترجمہ:..... "اچھی طرح وضو کرے، وضو کرنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھے، اور ان دو رکعتوں میں اپنے نفس کے ساتھ باتیں نہ کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ان دو رکعتوں کی برکت سے اس کے تمام پچھلے گناہ معاف فرمادیتے ہیں۔"

**دو رکعت پر جنت کا وجوب:**

اور دوسری حدیث میں ہے کہ:

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَتَوَضَّأُ فَیُحْسِنُ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ یَقُوْمُ فَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ مُقْبِلًا عَلَیْهِمَا بِقَلْبِهٖ وَوَجْهِهٖ اِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ."

(مشکوٰۃ ص:۳۹)

ترجمہ:..... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مؤمن بندہ اچھی طرح وضو کرلیتا ہے پھر دو رکعت اس طرح پڑھتا ہے کہ اپنے دل اور اپنی ذات سے نماز کی طرف متوجہ ہے، اللہ تعالیٰ ان دو رکعت کی برکت سے جنت کے دروازے کھول دیتے ہیں۔"

اب سوچو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو فرماتے ہیں کہ وضو کرے اور وضو کرکے دو رکعتیں ایسی پڑھے کہ اپنے نفس سے باتیں نہ کرے، بلکہ اللہ سے باتیں کرے، کیا کبھی ہم نے ایسی نماز پڑھی ہے؟

**کبھی قصد بھی کیا؟**

طالب علم، شیخ سے حدیث پڑھ رہے تھے تو یہ حدیث آئی، طالب علم نے کہا کہ: حضرت! ایسی نماز کون پڑھ سکتا ہے؟ شیخ نے فرمایا کہ: کبھی قصد بھی کیا ہے؟ افسوس اس پر نہیں کہ تم پڑھ سکتے ہو یا نہیں؟ یا تم نے پڑھی ہے یا نہیں پڑھی؟ ماتم تو اس کا ہے کہ تم نے کبھی اس کا قصد بھی کیا کہ آج مجھے ایسی نماز پڑھنی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا مصداق ہوجائے۔ قصد تو کرو، تو شیخ عطا فرماتے ہیں کہ دل کی حاضری کے ساتھ ایک بھی عبادت نہیں کی اس پر استغفار کرو۔ یا اللہ! ہم سے جو کوتاہی ہوئی ہے، آپ اپنی رحمت کے ساتھ اس کا تدارک فرمادیجئے۔

**ایک بزرگ کی دعا:**

ایک بزرگ دعا کررہے تھے اور فرمارہے تھے کہ:

"اِصْنَعْ بِنَا مَا اَنْتَ اَهْلُهٗ، وَلَا تَصْنَعْ بِنَا مَا نَحْنُ اَهْلُهٗ."

ترجمہ:..... "یا اللہ! ہمارے ساتھ وہ معاملہ کیجئے جو آپ کے شایانِ شان ہے، وہ معاملہ نہ کیجئے جس کے ہم لائق ہیں۔"

صفر کا تجزیہ کرکے بھی اگر کوئی صفر بن سکتا ہے، ہم تو وہ بھی نہیں ہیں۔ اگر آپ ہمارے ساتھ ہم جیسا معاملہ کریں گے تو پھر کیا بنے گا؟ ہم نے اپنی شان کے مطابق کیا، آپ اپنی شان کے مطابق کیجئے، ہم نے عمل کیا اپنی شان کے مطابق، آپنی اہلیت اور نالائقی کے مطابق، اور آپ اس پر رضا مرتب فرمایئے اور اس پر جزا عطا فرمایئے اپنے شایانِ شان! ہمیں نہ دیکھئے بلکہ اپنے کو دیکھئے۔ تو جب اپنی کوتاہی عمل پر توبہ و استغفار کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے مانگیں گے تو اس ندامت اور استغفار کی وجہ سے حق تعالیٰ شانہ ہماری اس کمی کو اپنی رحمت سے پورا فرمادیں گے۔

**گناہوں کی گندگی:**

اور اگر ہمارا وقت معصیت میں گزرا، نافرمانی میں گزرا، تو اس کے یہ معنی سمجھو کہ ہم نے سفید کپڑوں پر گندگی لگائی، صبح کو اٹھے تھے تو کپڑے سفید تھے، شام ہوئی تو جگہ جگہ بول براز کی گندگی اور نجاست کے داغ دھبے لگے ہوئے تھے، اور ہم سے بدبو آرہی ہے، اب اس کا علاج یہی ہے کہ جلدی سے صابن لو اور اس گندگی کو دھولو، سونے سے پہلے پہلے گناہوں کی گندگی کو اپنے دامن ایمان پر رہنے نہ دو، باقی نہ چھوڑو، کیونکہ سونا مرنے کے مشابہ ہے، سونے سے پہلے پہلے اپنے دامن ایمان کو صاف کرلو، داغ اور دھبوں کو دور کرلو اور ایک دو آنسو بھی ان آنکھوں سے نکل جائیں تو یہ گناہوں کے لئے ایسے ہی کام دیتے ہیں جیسے کہ تیزاب سے رنگ اتر جاتا ہے، دھبے دور ہوجاتے ہیں۔

**گناہوں کی گندگی سات سمندروں سے بھی نہیں جاتی:**

اس لئے کہتے ہیں کہ گناہوں کی گندگی کو سات سمندر نہیں دھو سکتے لیکن آنکھوں کے آنسو کا ایک قطرہ بھی نکل آئے تو تمام گناہوں کی گندگی کو دھو ڈالتا ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ میں شاعری کررہا ہوں، شاعری نہیں کررہا، حقیقت بیان کررہا ہوں۔

حدیث شریف میں ہے:

"عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: حَسْبُکَ مِنْ صَفِیَّةَ کَذَا وَکَذَا، تَعْنِیْ قَصِیْرَةً، فَقَالَ: لَقَدْ قُلْتِ کَلِمَةً لَوْ مُزِجَ بِهَا الْبَحْرُ لَمَزَجَتْهُ."

(مشکوٰۃ ص:۴۱۴)

ترجمہ:....''ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ ایک دفعہ حضرت صفیہؓ کے بارے میں میرے منہ سے نکل گیا کہ اتنی سی تو ہے، اور ہاتھ کے اشارے سے کہا کہ اتنی سی ٹھگنی ہے، (یعنی ہاتھ کا ہی اشارہ کیا تھا اور صرف اتنا کہا تھا زبان سے کہ اتنی سی تو ہے)۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عائشہ تو نے ایسی بات کہی ہے کہ اس کی سیاہی کو (سات) سمندر بھی نہیں دھو سکتے۔''

شاعری نہیں کر رہا، صحیح بات کر رہا ہوں، گناہوں کی گندگی سمندر سے بھی دور نہیں ہو سکتی، ہاں آنکھوں کے پانی سے دور ہو سکتی ہے اور آنکھوں کا پانی نہ آئے تو اس کا بھی علاج فرما دیا کہ: ''اگر تم رو نہ سکو تو رونے والی شکل ہی بنالو'' رونا تو بعض دفعہ اختیاری نہیں ہوتا، لیکن رونے والوں کی شکل بنالینا تو مشکل نہیں ہے۔ اپنے پورے دن کی زندگی کا جائزہ لو اور جائزہ لے کر ایک ایک عمل کے بارے میں اپنی نیکیوں کی بھی اور اپنے گناہوں کی بھی فہرست مرتب کرلو۔

### کتنی بڑی دولت ضائع ہوگئی:

اور تیسری قسم وہ وقت ہے جو ہم نے لایعنی ضائع کیا، یعنی جس کا کوئی مصرف نہیں، ٹھیک ہے تم سے اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا، نفس نے کہہ دیا تھا کیونکہ اس پر تمہاری کوئی پکڑ نہیں ہوگی، لیکن یہ تو سوچو کہ تم نے دولت کتنی ضائع کردی؟ اس پر حسرت تو ہونی چاہئے، اور اگر تضیع اوقات پر بھی کوئی حسرت نہیں ہوتی تو پھر ماتم کا مقام ہے کہ وقت جا رہا ہے، گزر رہا ہے، بلکہ گزر چکا ہے اور ہم خالی کے خالی رہے، زیادہ نہیں پانچ منٹ یہ روزانہ کا مراقبہ کرلو، یہ ہے محاسبہ، اور اس کا تدارک کرلو کیونکہ ابھی تدارک کا وقت ہے۔

### حاجی محمد شریفؒ کی دعا:

میں نے تمہیں حاجی محمد شریف صاحب کا مقولہ سنایا تھا، وہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے، ملتان میں اسکول کے ماسٹر تھے اور حضرتؒ سے خلافت بھی ملی، اندازہ کرو کتنے نیک آدمی ہوں گے! اسکول ماسٹر ہیں اور حضرتؒ نے ان کو رگڑے کتنے دیئے؟ یہ ان کی سوانح عمری سے معلوم ہوسکتا ہے۔ ان کے ملفوظات میں میں نے پڑھا کہ میں تہجد کے وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتا ہوں کہ:

''یا اللہ! قیامت کے دن آپ میرا حساب لے کر یہی تو بتائیں گے کہ یہ مجرم ہے۔ یہی بتانا چاہیں گے نا کہ یہ مجرم ہے! یا اللہ میں اپنے مجرم ہونے کا ابھی اقرار کرتا ہوں، خود اقرار کرتا ہوں، جو آدمی خود مجرم ہو اور مجرم ہونے کا اقرار کرتا ہو، اس پر گواہوں کے لانے کی کیا ضرورت ہے؟ اس کے لئے عدالت قائم کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ لیکن آپ مجرم ثابت کریں گے انجام اتنا ہی ہوگا کہ مجھے دوزخ میں ڈالیں گے، اس لئے میں معافی کا طلب گار ہوں، آپ کے عذاب کا تحمل مجھ سے نہیں ہوسکے گا، معاف کردیجئے! میرا کام جرم کرنا اور آپ کا کام معافی دینا ہے، آپ معاف کردیجئے!''

### روزانہ کے محاسبہ سے تلافی ہوجائے گی:

روزانہ اگر اس محاسبہ کی عادت ڈال لی جائے جبکہ کوئی تم پر ڈنڈا لے کر نہیں کھڑا اور کوئی تم پر پہرا نہیں دے رہا، انشاء اللہ! بہت کچھ تدارک ہوجائے گا، یہ بکھرے ہوئے بیر دوبارہ جھولی میں ڈال سکتے ہو، یہ اجڑی ہوئی کھیتی دوبارہ لہلہا سکتی ہے، بشرطیکہ اس کا انتظام کرو۔

### بد دیانتیوں کی وجہ:

حقوق العباد کے معاملہ میں جو بد دیانتیاں ہو رہی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کے معاملے میں جو بے اعتدالیاں ہو رہی ہیں، یہ کیوں ہو رہی ہیں؟ اس لئے کہ اوپر سے نگرانی کرنے والا کوئی ہے نہیں، اور اندر بندوں نے اپنی نگرانی کرنا چھوڑ دی، اوپر حساب لینے والا ایک ہی دن حساب لے گا تم مطمئن ہو اور بندوں کی نظر بے چاری کمزور ہے، وہ تمہاری خلوت تک کہاں پہنچے گی اور قانون کا ہاتھ اپاہج ہے تم جب چاہو اس کا پنجہ مروڑ ڈالو، وہ تمہارے دامن تک نہیں پہنچے گا، تم مطمئن ہو کہ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں نہیں پکڑ سکتی، ہم نے ایسی ترکیب سے جرم کیا ہے کہ نشان قدم بھی مٹادیئے ہیں۔

لیاقت علی مرحوم کو بھرے جلسے میں قتل کیا گیا اور ساتھ ہی ساتھ اکبر خان کو بھی گولی ماردی گئی جو لیاقت علی خان مرحوم کا قاتل تھا، چلو جرم مٹ گیا۔ آج تک پتہ نہیں چلا کہ لیاقت علی خان کا قاتل کون تھا؟ یہ پاکستان کا پہلا سیاسی قتل تھا جو کہ وزیر اعظم کا قتل تھا، تم نے سمجھا کہ ہم نے ثبوت مٹا دیئے، ثبوت موجود ہیں، یوم الحساب آئے گا تو سارے ثبوت پیش کردیئے جائیں گے۔

### ہم محاسبہ آخرت کو بھول گئے:

تو میں عرض کر رہا تھا کہ آج دنیا میں جو فساد پیدا ہو رہا ہے وہ اس لئے کہ ہم نے اپنا محاسبہ چھوڑ دیا ہے، اس لئے کہ یوم الحساب کو بھول گئے، یاد ہی نہیں رہا کہ حساب ہونے والا ہے، ایک ایک پائی کا، ایک ایک ذرہ کا حساب لیا جائے گا۔

ترمذی شریف کے حوالہ سے مشکوٰۃ میں روایت ہے:

''لَا تَزُوْلُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ حَتّٰی یُسْئَلَ عَنْ خَمْسٍ. عَنْ عُمْرِہٖ فِیْمَا اَفْنَاہُ، وَعَنْ شَبَابِہٖ فِیْمَا اَبْلَاہُ، وَعَنْ مَالِہٖ مِنْ اَیْنَ اکْتَسَبَہٗ وَفِیْمَا اَنْفَقَہٗ وَمَاذَا عَمِلَ فِیْمَا عَلِمَ.''

(مشکوٰۃ ص:۴۴۳)

ترجمہ:....''بندے کے قدم اپنی جگہ

سے ٹلیں گے نہیں جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں پوچھ نہیں لیا جائے گا:

۱:......اپنی عمر کہاں برباد کی تھی؟

۲:......اپنی جوانی کہاں بوسیدہ کی؟

۳:......مال کے بارے میں سوال ہوگا کہ کہاں سے حاصل کیا تھا؟

۴:......اور کہاں خرچ کیا تھا؟

۵:......عالم سے سوال ہوگا کہ جو علم سیکھا تھا کیا اس پر عمل بھی کیا تھا یا نہیں؟"

## چھوٹا سوال مگر مشکل جواب:

حساب دو، دیکھنے میں بظاہر چھوٹا سا سوال ہے اس کو حل کرو، لیکن ذرا اس سوال کا جواب لکھنے بیٹھو تو تم کہو گے کہ یاد نہیں رہا، کمپیوٹر تم کو دے دیا جائے گا، جس میں تمہارا زندگی کا سارا ریکارڈ موجود ہے۔ تا کہ دیکھتے رہو اور لکھتے رہو۔

جوانی کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ وہ کہاں بوسیدہ کی تھی؟ "اَلشَّبَابُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْجُنُوْنِ" ہے ناں! یہ جوان کسی کی نہیں سنتا، بڑھوں کی نہیں سنتا، عقل پر پردہ آجاتا ہے، اس لئے حافظؒ کہتے ہیں کہ:

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں نیک تر دارند
جوانان سعادت مند پند پیر دانا

ترجمہ:......"برخوردار! نصیحت سن لو! کیونکہ سعادت مند بچے بوڑھوں کی نصیحت کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تر جانتے ہیں۔"

## جوانی کی نعمت کی قدر کرو:

بڑوں کے تجربے سے فائدہ اٹھاؤ، "من نکردم شما حاضر بکنید" مجھ سے نہ ہو سکا تم تو کرو۔ یہ جوانی اس قسم کی ہے کہ یہی زمانہ حقیقت میں کام کرنے اور کمانے کا ہے، بچپن کا زمانہ تو لاشعوری کا زمانہ ہے، اور بڑھاپے کا زمانہ میری طرح معذوری کا زمانہ ہے، یہی جوانی کا زمانہ ہے، اگر کمالات حاصل کرنا چاہتے ہو تو اسی جوانی کے زمانے میں حاصل کر سکتے ہو، اپنے کو غارت اور برباد کرنا چاہتے ہو تو بھی یہی زمانہ ہے، اس کے لئے موزوں ترین زمانہ ہے، بلندیوں پر جانا چاہتے ہو تو آسمان سے اوپر تک پہنچ جاؤ گے اور نیچے گرنا چاہتے ہو تو بہائم سے، درندوں اور چوپایوں سے بھی نیچے جا سکتے ہو، اسی جوانی کے زمانے میں اگر نیک بننا چاہو تو فرشتے تم پر رشک کریں، اور رخ دوسری طرف کر لو تو شیطان تم سے پناہ مانگے۔ حالانکہ جوانی بھی زندگی ہی کا ایک حصہ ہے لیکن اس کے سوال کا پرچہ الگ دیا گیا ہے۔ "وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَا اَبْلَاهُ." جوانی کے بارے میں سوال ہوگا کہ وہ کہاں بوسیدہ کر دی تھی؟

## مال سے متعلق سوال:

مال کے بارے میں سوال ہوگا کہ کہاں سے لیا تھا؟ کہاں دیا تھا؟ حاصل کیسے کیا؟ خرچ کیسے کیا؟ یہ ایک سوال دو مستقل سوالوں کا مجموعہ ہے، ایک ایک پائی کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ کہاں سے لیا تھا، حلال سے یا حرام سے؟ احکام خداوندی کی رعایت رکھی تھی یا نہیں؟ اور دوسرا یہ کہ خرچ کہاں کیا تھا؟ ہاں بچوں کے نفقہ پر خرچ کیا تھا تو بہت اچھا کیا، عزیز و اقارب کی خبر گیری پر خرچ کیا تو بہت اچھا کیا، صلہ رحمی پر خرچ کیا تو بہت اچھا کیا، غرباء و مساکین کی مدد پر خرچ کیا تو بہت اچھا کیا، خیر کے کاموں میں خرچ کیا، اللہ تعالیٰ کی رضا کے کاموں میں خرچ کیا تو بہت اچھا کیا، سبحان اللہ! ٹی وی پر خرچ کیا تھا؟ تو لعنت! ڈش انٹینا لگایا تھا؟ لعنت! دنیا بھر کی نجاست تم نے اپنے گھر میں ڈال لی، اس لئے پیسے دیئے تھے؟ اور جتنے گناہ کے کام ہیں، نام و نمود اور نمائش کے کام ہیں، ان پر خرچ کرو گے تو قیامت کے دن پکڑے جاؤ گے۔

## علم کے بارے میں سوال:

علم کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ جتنا علم دیا تھا اس پر عمل کتنا کیا؟ لوگوں نے کہا کہ ہم نے علم حاصل ہی نہیں کیا، ماشاء اللہ! عمل کا سوال تو بعد میں ہوگا ہم نے علم ہی نہیں لیا تو کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مہمل بھیجی تھی؟ اپنے نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فضول بھیجا تھا؟ ہدایت کے لئے بھیجا تھا ناں! تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا تھا، تم ہی بتاؤ کہ قرآن کریم جیسی کتاب اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے جلیل القدر نبی تمہاری ہدایت کے لئے بھیجے گئے اور تم نے بے لاپرواہی کی اور کہا کہ ہم نے سیکھا ہی نہیں! چلو اتنا کہنے سے چھوٹ جاؤ گے؟

## جاہل دُہرا مجرم ہے:

عالم بے عمل کی برائی نہ پوچھو! لیکن جو شخص علم ہی حاصل نہیں کرتا، اس کے دو جرم ہیں، ایک علم حاصل نہ کرنا، دوسرا عمل نہ کرنا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی لائی ہوئی کتاب اور ہدایت یہ بندوں کو حقوق انسانیت سکھانے کے لئے ہیں۔ حقوق انسانیت یعنی حقوق اللہ، حقوق العباد۔ تم نے وہ سیکھے ہی نہیں، مطلب یہ کہ انسانیت ہی نہیں سیکھی۔

## فرضِ عین و کفایہ کی تعلیم:

اس لئے اکابرؒ فرماتے ہیں کہ پورے دین کا عالم بننا تو فرض نہیں ہے، یہ تو فرض کفایہ ہے، امت میں کچھ افراد ایسے رہنے چاہئیں کہ جو جب بھی ان سے مسئلہ پوچھا جائے وہ بتا سکیں، کسی بھی نوعیت کا مسئلہ ہو، غور و فکر کر کے بتا سکیں، لیکن میری ذات سے متعلق جتنے اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں اور جن کا مجھے روزمرہ سابقہ پیش آتا ہے ان کا سیکھنا فرضِ عین ہے، فرضِ عین! جیسا کہ نماز فرض ہے، روزہ فرض ہے، زکوٰۃ فرض ہے، حج فرض ہے، اسی طرح روزمرہ کے مسائل جو مجھے درپیش ہیں، ان کے بارے میں سیکھنا فرضِ عین ہے، اور یہ کچھ مشکل نہیں، تم کہو گے کہ اب ہمیں مولوی بنائے گا، نہیں! نہیں! فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں، تمہیں مولوی نہیں بنانے جا رہے مگر اتنی گزارش ضرور کریں گے کہ جو نیا مسئلہ پیش آئے، جس



www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

کا حکم تم کو معلوم نہ ہو، کسی اللہ کے بندے سے، محقق عالم سے پوچھ لیا کرو، بس اتنی سی بات ہے اور یہ کوئی مشکل نہیں، مگر ہمارے بھائیوں کی غفلت کا یہ عالم ہے کہ نماز بھی کبھی نہیں سیکھی اور نماز تو نماز یہ اقامت جو کہتے ہیں ناں "اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" یہ بھی کبھی نہیں سیکھی، اقامت کہنے کا شوق ہے، اذان کہنے کا شوق، لیکن اس کے الفاظ ہی کی مشق کر لیتے بھائی! اذان کہتے ہوئے "اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کہتے ہو، اور "اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کہتے ہو، ان کی نماز سنو وہ بھی غلط، غلط الفاظ ادا کرنا کلمہ کفر ہے، علما کہتے ہیں کہ "اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کا معنی یہ ہے کہ بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور اگر "اَنَّا" کہو گے غلط پڑھو گے "الف" کھڑا کرکے یعنی "اَنَّا" پڑھو گے تو پھر معنی یہ بن جائیں گے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ ہم اللہ کے رسول ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی بن جاؤ گے، وہ بھی کہتا ہے کہ میں محمد رسول اللہ ہوں۔

وضو نہیں سیکھتے۔ ایک موقع پر میں نے نماز جنازہ پڑھائی، ایک آدمی مجھ سے لڑ پڑا کہ میاں جی! نماز جنازہ کی نیت بھی بتایا کرتے ہیں، تم نے بتائی نہیں، میں نے کہا جن کو نماز جنازہ کی نیت نہیں آتی وہ تشریف کیوں لائے تھے یہاں؟ انہوں نے زحمت کیوں فرمائی؟ مولوی ہیں اس وقت جبکہ جنازہ تیار ہو تم کو نماز جنازہ کی نیت بھی بتائے، اور مولوی تم لوگوں کو نماز جنازہ کا طریقہ بھی بتائے، تم کہاں تھے؟ مولوی سے پہلے مل نہیں سکتے تھے کہ ہمیں بتادو نماز جنازہ کیسے پڑھی جاتی ہے؟ کیونکہ کبھی کبھی ہمیں بھی ضرورت پیش آجاتی ہے۔

اللہ کے بندو! اللہ کو دھوکا نہیں دے سکتے ہو، اپنے آپ کو کیوں دھوکا دیتے ہو؟ تو یہ میں نے محاسبہ کے بارے میں ذکر کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص اپنا محاسبہ کرتا رہے گا ان شاء اللہ جب شدت اور سختی کا وقت آئے گا تو اس کا انجام رضائے الٰہی اور غبطہ نکلے گا، یہ شخص لوگوں کے لئے قابل رشک ہوگا، لوگ اس پر رشک کریں گے، قیامت کے دن اعلان کردیا جائے گا کہ فلاں آدمی کامیاب ہے، اولین اور آخرین سب سنیں گے، اس کی خوشی دیکھنے کے لائق ہوگی، اس کا رشک قابل دید ہوگا، حسرت سے نگاہیں اس کی طرف اٹھیں گی، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کا مصداق بنادے، آمین!

اور جو شخص زندگی کے مشاغل میں مشغول رہا، غافل رہا، غفلت کی زندگی گزر رہی ہے، اور سیئات میں مبتلا اور مشغول رہا، کبھی پیچھے دیکھنے کی نوبت ہی نہیں آئی کہ پیچھے بھی دیکھ لیتے، گناہوں کی سڑک پر، اس کے راستے پر سرپٹ دوڑ رہا ہے، کوئی آواز دیتا ہے تو سنتا نہیں، کوئی بلاتا ہے تو بولتا نہیں اور یہ کہہ کر گزر جاتا ہے کہ:

رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو!
تجھ کو پرائی کیا پڑی؟ اپنی نبیڑ تو!

بھائی! ہمیں کسی پرائی کی نہیں پڑی، توبہ توبہ توبہ! اپنی نبڑ جائے تو بہت ہے، لیکن تم تو یہ کہہ کر فارغ نہیں ہوجاؤ گے، تمہیں جو بلایا جارہا ہے، جو آوازیں دی جارہی ہیں، جو سمجھایا جارہا ہے، وہ تمہارے نفع کے لئے ہے، زاہد کا اپنا نفع نہیں ہے، یہ کہہ کر کہ اپنی نبیڑ تو، تم ہم سے تو فارغ ہوجاؤ گے، لیکن قیامت کے دن کیسے فراغت ہوگی؟ اس کا تو سوچ لو!

### گناہ گار اور غافل کا انجام بد:

تو جو شخص زندگی بھر مصروفیات میں مصروف رہا، غافل رہا اور گناہوں کے راستے پر دوڑتا رہا، اس کو کبھی متوجہ الی اللہ ہونے کی نوبت ہی نہیں آئی، جب اس کا انجام نکلے گا تو نہایت ندامت اور حسرت کا انجام ہوگا۔ تم جانتے نہیں ہو کہ جتنی شراب تیز ہوتی ہے اتنا بدمستی زیادہ ہوتی ہے، لیکن جب نشہ ٹوٹتا ہے تو اعضاشکنی بھی اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے، پھر اٹھ نہیں سکتا معاصی اور غفلت کی شراب میں اتنے بدمست نہ ہوجاؤ کہ قیامت کے دن پھر اٹھا نہ جاسکے، اعضاشکنی تمہیں چلنے نہ دے۔

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو تم کو نصیحت کی جارہی ہے، اس پر غور کرو، تاکہ جس چیز سے رکنا چاہئے آج تم باز رہ سکو تاکہ کل قیامت کے دن تم کو شرمندہ نہ ہونا پڑے۔"

### لزوم حق سے حق کی راہ نمائی:

اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حق کو لازم پکڑو گے تو وہ تمہارے سامنے حق کو واضح کرے گا، حق خود واضح کرے گا اپنے آپ کو، اور جب تمہارے سامنے حق آجائے گا اور تم حق کو لازم پکڑلو گے تو اہل حق کے منازل اور مراتب تمہارے سامنے آجائیں گے، اس لئے کوئی فیصلہ حق کے خلاف نہ کرو، اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نصیحت فرمائی تھی کہ:

"یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی ....الخ." (ص:۲۶)

ترجمہ:...... "اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین پر خلیفہ بنایا ہے، لہٰذا لوگوں کے درمیان حق کا فیصلہ کیا کرو، خواہش نفس کی پیروی نہ کرو۔"

اللہ کی شان! بات دیکھو کہاں سے کہاں پہنچ گئی، اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو فرمارہے ہیں کہ خواہش نفس کی پیروی نہ کرو، نبی کا نفس کیا ہوگا اور اس کی خواہش کیا ہوگی؟ جب نبی کو یہ حکم دیا جارہا ہے کہ اپنی خواہش نفس کی پیروی نہ کرو، تو میرے اور آپ کے لئے کیا حکم ہے؟ اللہ تعالیٰ ہمیں بصیرت عطا فرمائے، آمین!

(اصلاحی مواعظ، ج:۳،ص:۲۹۹)

# مغرب کی اذان اور نماز کے درمیان
# مروجہ وقفے کا شرعی حکم!

مفتی انعام الحق قاسمی

شریعتِ مطہرہ میں باجماعت نماز پڑھنے کی بے حد تاکید وارد ہوئی ہے، یہاں تک کہ احادیث مبارکہ میں مساجد کے ائمہ اور مؤذن کو اس بات کی ترغیب بھی دی گئی ہے کہ وہ اذان اور اقامت کے درمیان وقفہ رکھیں، تاکہ کھانے میں مشغول شخص کھانے سے اور وضو کرنے والا شخص وضو سے فارغ ہوکر جماعت میں شرکت کر سکے، چنانچہ مسند احمد میں ہے:

”عن أبيؓ بن کعب قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم: یا بلال! اجعل بین أذانک وإقامتک نفسا یفرغ الآکل من طعامہ في مھل ویقضي المتوضي حاجتہ في مھل۔“ (مسند أحمد، حدیث عن أبيؓ بن کعب، حدیث الشائخ عن أبيؓ بن کعب، ج:۵، ص:۱۴۳، ط: مؤسسۃ قرطبۃ)

یہ وقفہ اس لیے بھی مشروع ہے کہ مسنون اور نفل نمازوں کا اہتمام کرنے والے اشخاص اذان اور اقامت کے درمیان نماز پڑھ سکیں، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر اذان اور اقامت کے درمیان اس شخص کے لیے نماز ہے جو نماز پڑھنا چاہے، صحیح بخاری میں ہے:

”عن عبد اللّٰہ بن مغفلؓ قال: قال النبي صلی اللّٰہ علیہ وسلم: بین کل أذانین صلاۃ بین کل أذانین صلاۃ، ثم قال في الثالثۃ: لمن شاء۔“ (صحیح البخاري، کتاب الأذان، باب بین کل أذانین صلاۃ لمن شاء، ج:۱، ص:۸۷، ط: قدیمی)

سنن ابی داؤد میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے مقرر کردہ مؤذن اذان دینے کے بعد کچھ دیر ٹھہرتے اور جب نبی کریم ﷺ کو آتا دیکھتے تو اقامت شروع کر دیتے۔

”عن جابر بن سمرۃؓ قال: کان بلالؓ یؤذن ثم یمھل، فإذا رأی النبي ﷺ قد خرج أقام الصلاۃ۔“ (سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب المؤذن ینتظر الإمام، ج:۱، ص:۹۰، ط: رحمانیہ)

یہی وجہ ہے کہ مغرب کی نماز کے علاوہ ہر نماز اور اذان کے درمیان معتد بہ وقفہ دیا جاتا ہے۔

جب کہ مغرب کی نماز میں ایسا نہیں، بلکہ اس میں ایک طویل آیت یا تین آیتوں کی مقدار وقفہ کرنے کا حکم ہے۔ مغرب کی نماز میں دیگر نمازوں کی طرح وقفہ نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ احادیث مبارکہ میں مغرب کی نماز کو جلدی پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے، نبی کریم ﷺ نے بلا عذر ستاروں کی کثرت تک نماز مغرب مؤخر کرنے کو اس امت کی خیر سے روگردانی کی علامت بتایا ہے۔ سنن ابی داؤد میں حضرت مرثد بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ ہمارے پاس غزوہ سے واپس آئے، یہ ان دنوں کی بات ہے جب مصر کے حاکم عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ تھے، تو انہوں نے مغرب کی نماز تاخیر سے پڑھی۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے ان سے کہا کہ اے عقبہ! یہ کون سی نماز ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم کسی کام میں مصروف تھے اس لیے نماز تاخیر سے پڑھی۔ ابوایوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا تم نے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ میری امت اس وقت تک خیر یا فطرت پر قائم رہے گی جب تک وہ مغرب کی نماز ستاروں کی کثرت تک مؤخر کرکے نہ پڑھے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

”عن مرثد بن عبد اللّٰہ قال: لما قدم علینا أبو أیوبؓ غازیا، وعقبۃ بن عامرؓ یومئذ علی مصر، فأخر المغرب فقام إلیہ أبو أیوبؓ فقال لہ: ما ھذہ الصلاۃ یا عقبۃ؟ فقال شغلنا، قال: ما سمعت رسول اللّٰہ – صلی اللّٰہ علیہ وسلم – یقول: لا تزال أمتي بخیر – أو قال: علی الفطرۃ – ما لم یؤخروا المغرب إلی أن تشتبک النجوم۔“ (سنن أبي داود، کتاب الصلاۃ، باب في وقت المغرب، ج:۱، ص:۷۱، ط: رحمانیہ)

مصنف عبد الرزاق میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کسی نماز کے فوت ہونے سے اتنا نہیں ڈرتے تھے جتنا مغرب کی نماز کے فوت ہونے سے ڈرتے تھے۔

”عبد الرزاق عن ابن جریج قال: أخبرني نافع أو غیرہ أن ابن عمرؓ کان یقول: ما صلاۃ أخوف عندي فواتا من المغرب۔“ (مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلاۃ، باب وقت المغرب، ج:۱، ص:۵۵۳، ط: المکتب الإسلامي)

اسی لیے مغرب کی اذان اور نماز میں زیادہ وقفہ

نہیں، بلکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت کی بقدر کھڑے کھڑے وقفہ کیا جائے۔ صاحبین رحمہما اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ مغرب کی اذان کے بعد جمعہ کے دونوں خطبوں کے درمیان معمولی جلسہ کی مقدار زمین پر بیٹھا جائے۔

اس کے برعکس آج کل بعض مساجد میں مغرب کی اذان اور نماز میں وقفے کا اہتمام کیا جاتا ہے، اس کے لیے باقاعدہ لاؤڈ اسپیکر سے اعلانات کیے جاتے ہیں اور ان اعلانات کو نمایاں مقامات پر آویزاں کیا جاتا ہے۔ اس طرز عمل سے درج ذیل خرابیاں لازم آتی ہیں:

①:...... مغرب کی نماز میں تاخیر ہوتی ہے، جو مکروہ ہے۔

②:...... اصولِ افتاء کی بنیادی کتب میں یہ بات صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ جب کسی مسئلے میں امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ کا اختلاف ہو تو عبادات میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ دیا جائے گا، لیکن بجز چند اضطراری صورتوں کے امام صاحب اور صاحبین رحمہم اللہ کے قول کو چھوڑ کر کسی تیسرے قول کو اختیار کرنا فقہائے حنفیہ میں سے کسی کے ہاں درست نہیں۔ اس مسئلے میں امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: مغرب کی اذان کے بعد تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت کے بقدر کھڑے کھڑے وقفہ کیا جائے۔ صاحبین رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ معمولی جلسہ کیا جائے۔ مروجہ وقفہ ان دونوں صورتوں سے ہٹ کر تیسری صورت ہے، جو اصولِ افتاء کی روشنی میں درست نہیں۔

③:...... اس مسئلے میں امام صاحب اور صاحبین رحمہم اللہ کے اختیار کردہ فتویٰ کو چھوڑنے کی وجہ اضطراری حد میں داخل نہیں، لہٰذا اس مسئلہ میں احناف کے اصول و فروع میں مجتہدین فی المذہب ائمہ کے مسلک پر ہی عمل کیا جائے گا۔

④:...... عمومی صورت حال یہ ہے کہ لوگ مغرب کی نماز کے لیے تیاری مغرب کی اذان سے پہلے ہی مکمل کر کے مساجد کا رُخ کرتے ہیں، جب انہیں اذان اور نماز کے درمیان مذکورہ مقدار سے وقفہ دیا جائے گا تو فطری اور نفسیاتی اثر یہ ہوگا کہ وہ مغرب کی تیاری اذان کے بعد کریں گے، جب مؤذن مغرب کی اذان دے رہا ہوگا تو ان کے ذہن کے ایک گوشے میں یہ بات موجود ہوگی کہ اذان کے بعد بھی کچھ وقت ہے، اس دوران مغرب کی تیاری کرلیں گے، جس کی وجہ سے ان کی جماعت کے ساتھ پہلی رکعت ضائع ہونے کا قوی اندیشہ ہے، ورنہ کم از کم تکبیر اولیٰ تو فوت ہو ہی جائے گی، اذان کے بعد آنے والے افراد کو سہولت دینے میں اذان سے پہلے آنے والے افراد کی ترتیب متاثر ہوگی، یوں بارش سے بھاگ کر پرنالے کے نیچے رات بتانا نہ عقلاً پسندیدہ ہے اور نہ ہی شرعاً! اس زمانے میں جب کہ عبادات کی ادائیگی اور ان کے اہتمام میں سستی برتی جارہی ہے تو اس طرح کے اقدامات لوگوں کو عبادات کے سلسلے میں مزید سست بنادیں گے، جب کہ نماز اور عبادات میں سستی کرنے کو قرآن کریم نے ”وَ اِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى“ (النساء:۱۴۲) کہہ کر منافقین کی علامات قرار دیا ہے۔

لہٰذا مغرب کی اذان اور نماز کے درمیان وقفے والے مسئلے کو استصحاب حال پر برقرار رکھا جائے اور اذان اور اقامت کے درمیان تین چھوٹی آیتوں یا ایک بڑی آیت کی مقدار سے زیادہ وقفہ نہ کیا جائے، اذان کے بعد مؤذن اقامت کے لیے جو تیاری کرتا ہے اس سے مطلوبہ مقدار کا وقفہ ہوجاتا ہے، اس کے بعد مزید وقفہ کرنا اور اس کی تشہیر کرنا درست نہیں۔

زیر نظر کتاب ”اذانِ مغرب کے بعد مروجہ وقفہ کی شرعی حیثیت، قرآن وسنت کی روشنی میں“ مفتی امداد اللہ صاحب کی تالیف ہے، موصوف نے اس کتاب میں بڑی عرق ریزی سے دو مسائل کو مدلل انداز سے بیان کیا ہے:

①:...... مغرب کی اذان و اقامت کے درمیان وقفہ۔

②:...... مغرب کی نماز سے پہلے دو رکعت۔

کتاب کی تالیف کی اصل غرض پہلے مسئلے کو بیان کرنا ہے، جس کے ضمن میں دوسرے مسئلے کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ مؤلف نے دونوں مسئلوں میں ائمہ اربعہ کے مذاہب کو ان کی معتبر فقہی کتب کے حوالوں سے بیان کیا ہے اور اس سلسلے میں احناف کے مفتیٰ بہ قول کو مدلل اور واضح انداز سے پیش کیا ہے۔ یہ تالیف فقہ حنفی کے دائرے میں اس مسئلے کی توضیح وتشریح کی عمدہ کاوش ہے۔ بہتر ہے کہ کتاب کے نام میں دوسرے مسئلے کی جانب بھی اشارہ ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت بخشے اور اس مجموعے کو عوام وخواص کے لیے یکساں مفید بنائے۔ آمین! ☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

## مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ کی

# تبلیغی و تنظیمی مصروفیات

ادارہ

گوجرانوالہ (مولانا محمد عارف شامی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ضلع گوجرانوالہ کے تین روزہ تبلیغی وتنظیمی دورہ پر تشریف لائے۔ آپ کے تبلیغی دورہ کا آغاز کامونکی سے ہوا، جہاں مولانا محمد عارف شامی، قاری عمر حیات، مولانا محمد قاسم سیوطی مبلغ منڈی بہاؤالدین، مولانا محمد یاسر مدرس مرکزی جامع مسجد کامونکی اور ان کے والد محترم اور مرکزی جامع مسجد کے خطیب مولانا عبدالواحد رسول نگری نے آپ کا خیر مقدم کیا۔

آپ نے ۳۰ر ستمبر کے جمعۃ المبارک کا خطبہ کامونکی مسجد اویسیہ میں دیا اور عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت پر بیان کیا۔

جمعۃ المبارک کے بعد جامعہ فاروقیہ کامونکی کے مہتمم قاری محمد اقبال سے ان کے جواں سال بھائی مولانا علی معاویہ (جو دارالعلوم کبیر والا میں درجہ رابعہ کے طالب علم تھے اچانک فوت ہوگئے) کے انتقال پر افسوس کا اظہار کیا اور مرحوم کے لئے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔ جمعیت علماء اسلام تحصیل کامونکی کے امیر حافظ محمد نعیم قادری کے گھر صحافیوں اور علماء کرام سے ملاقات کی۔ صحافیوں کے ایک سوال کے جواب میں مولانا نے کہا کہ اگر انڈیا نے پاکستان پر حملہ کی حماقت کی تو علماء کرام اور پاکستانی عوام فوج کے شانہ بشانہ ہوں گے۔ نیز انہوں نے اپنے دورہ کے مقاصد کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ دورہ کل پاکستان چناب نگر کانفرنس منعقدہ ۲۷،۲۸ر اکتوبر ۲۰۱۶ء کی تشہیری مہم کے سلسلہ میں ہے۔ بعد نماز مغرب مرکزی جامع مسجد کامونکی میں ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز فیصلہ، اس کا پس منظر، نتائج و عواقب کے عنوان پر پون گھنٹہ بیان کیا۔ رات کا قیام گوجرانوالہ کے دفتر محلہ ککنی والا ہاشمی کالونی میں رہا۔

یکم اکتوبر صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد ختم نبوت میں سیدنا فاروق اعظمؓ کے قبول اسلام، مکہ مکرمہ میں دین کی نشرواشاعت اور اس کے ضمن میں آنے والی مشکلات ومصائب کے عنوان پر درس دیا۔

**اقرأ روضۃ الاطفال گوجرانوالہ زون کے ہیڈ آفس میں خطاب:** اقرأ روضۃ الاطفال گوجرانوالہ کے زون کے انچارج مولانا زاہد الراشدی دوم کی دعوت پر مولانا شجاع آبادی، راقم اور قاری عبدالغفور آرائیں کی معیت میں زون کے ہیڈ آفس میں تشریف لائے، جہاں گوجرانوالہ شہر کی تمام شاخوں کے اساتذہ کرام اور معلمات سے خطاب فرمایا، نیز اقرأ کے بانی شہید ختم نبوت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ کی عظیم الشان خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا مفتی محمد جمیل خان کراچی مجلس کے راہنما اور مرکزی شوریٰ کے رکن رکین تھے۔ نیز انہوں نے اقرأ کے یوم تاسیس سے ملک کے نامور علماء کرام کی سرپرستی میں کام کیا۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ مجلس کے زعماء حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ، حضرت سید نفیس الحسینیؒ، حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ اقرأ کے سرپرست رہے۔ اب بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر حضرت اقدس مولانا عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم العالیہ اقرأ کے سرپرست اعلیٰ ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ اقرأ کی تمام شاخیں ہمارا اپنا گھر ہیں تو میں اپنے گھر میں آیا ہوں۔

بعد نماز مغرب جامع مسجد قیصری شاہ رحمن میں اور بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد گلشن میں خطاب کیا، بعد نماز فجر تینوں دن جامع مسجد ختم نبوت ککنی والا ہاشمی کالونی گوجرانوالہ میں امام عدل وحریت، خلیفہ راشد، مراد مصطفیٰ، داماد مرتضیٰ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت، خدمات، شہادت کے عنوان پر خطاب کیا۔

۲ر اکتوبر ساڑھے گیارہ سے سوا بارہ بجے تک دارالعلوم گوجرانوالہ میں جامعہ کے طلباء واساتذہ کرام سے خطاب فرمایا۔ جامعہ کے مہتمم مولانا مفتی محمد ادریس اور دیگر اساتذہ کرام سے ملاقات کی اور انہیں چناب نگر ختم نبوت کانفرنس کی دعوت دی۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد قبا، واپڈا ٹاؤن گوجرانوالہ میں درس قرآن کی افتتاحی مجلس میں شرکت کی اور فضائل قرآن کے عنوان پر خطاب کیا۔ اگلے دن جہلم کے لئے روانہ ہوگئے۔

### دورۂ بھمبر آزاد کشمیر، میرپور اور جہلم

آزاد کشمیر (مفتی خالد میر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی راقم کی دعوت پر تین روزہ تبلیغی وتنظیمی دورہ پر تشریف لائے۔ گجرات میں گجرات و منڈی بہاؤالدین کے مبلغ مولانا محمد قاسم سیوطی نے آپ کا استقبال کیا اور آپ کے ساتھ بھمبر آزاد کشمیر کا سفر کیا۔ بھمبر سے پہلے ''کوٹلہ ارب علی خان'' میں حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے شاگرد

رشید اور کوٹلہ کی مرکزی مسجد کے خطیب مولانا قاری غلام رسول شوق کی ملاقات وعیادت کی۔ موصوف ایک عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ مولانا سیوطی فرماتے ہیں کہ جب ہم نے قاری صاحب سے اجازت لی اور چناب نگر کانفرنس کی کامیابی ورمقبولیت کے لئے دعا کی درخواست کی تو موصوف نے بلند آواز اورطرز کے ساتھ آیت ختم نبوت ”مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا“ (الاحزاب:۴۰) کی تلاوت کی اور روانہ کیا۔ موصوف حکیم العصرؒ کے چہیتے شاگردوں میں سے ہیں۔ دارالعلوم کبیروالا میں حضرتؒ سے تعلیم حاصل کی، جبکہ دورۂ حدیث شریف جامعہ خیرالمدارس ملتان سے کیا۔

نیز کوٹلہ کی ہردل عزیز دینی شخصیت محب العلما والصلحا صوبیدار (ر) اللہ رکھا سے ملاقات کی اورانہیں ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں شرکت کی دعوت دی، نیز علاقہ کے ایم این اے چوہدری عابد رضا کے لئے بھی دعوت نامہ دیا۔

**پوسٹ گریجویٹ کالج بھمبر آزاد کشمیر میں خطاب:** ۱۳؍اکتوبر کو پوسٹ گریجویٹ کالج بھمبر آزاد کشمیر میں طلبا اور اساتذہ سے خطاب کیا۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد صدیق اکبر میں ختم نبوت کانفرنس سے تفصیلی خطاب کیا۔ کانفرنس کا آغاز تلاوت قرآن پاک اور نعت رسول مقبول سے ہوا۔ مولانا محمد قاسم سیوطی نے مختصر خطاب کیا بعدازاں مولانا شجاع آبادی نے خطاب کیا۔

۱۴؍اکتوبر فجر کی نماز کے بعد بھی مسجد صدیق اکبر میں حضرت فاروق اعظمؓ کی سیرت مبارکہ کے عنوان پر بیان کیا۔ بعد نماز ظہر جامعہ صدیقیہ B/2 سیکٹر میرپور میں طلبا اور اساتذہ کرام سے خطاب کیا۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد صدیق اکبر دینہ میں ایک جلسہ سے خطاب کیا اور جمعیت علماء اسلام کے راہنما میاں محمد رفیق سے ملاقات کی۔

۱۵؍اکتوبر صبح کی نماز کے بعد جامعہ حسینیہ نکودر میں قاری خالق داد عثمان کی دعوت پر اساتذہ اور طلبا سے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر خطاب کیا۔ بعد نماز ظہر جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم میں طلبا اور اساتذہ کرام سے بیان کیا۔ عنوان ”عقیدۂ ختم نبوت اور علماء وطلبا کی ذمہ داری“ تھا۔ جامعہ حنفیہ جہلم میں اہل حق کی قدیمی درسگاہ ہے، جس کے مہتمم و بانی مولانا عبداللطیف جہلمیؒ خلیفہ مجاز شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند قاری خبیب احمد عمر مہتمم رہے۔ آج کل مولانا ابوبکر صدیق مہتمم ہیں، ان کی نگرانی میں جامعہ ترقی کی منازل طے کررہا ہے۔

**جامعہ امدادیہ اظہارالاسلام چکوال میں خطاب:** جہلم سے چل کر رات چکوال پہنچے، جہاں امام اہلسنت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کے قائم کردہ مدرسہ جامعہ امدادیہ اظہارالاسلام میں جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا مفتی جمیل الرحمن مدظلہ سے ملاقات کی۔ ۱۶؍اکتوبر صبح کی نماز کے بعد مولانا شجاع آبادی مدظلہ نے جامعہ کے اساتذہ کرام اور طلبا سے خطاب کیا۔

**جامعہ تدریس القرآن میں خطاب:** صبح ۱۱ بجے سے ساڑھے گیارہ بجے تک استاذ محترم نے جامعہ تدریس القرآن کے طلبا و اساتذہ کرام سے خطاب

## قاری محمد ارشد کا سانحہ وفات

قاری محمد ارشد ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم جامعہ امدادیہ چنیوٹ کے فاضل، جہانیاں منڈی کے چک نمبر ۲۶ کے مدرسۃ البنات کے استاذ اور ایک مسجد کے خطیب نوجوان عالم دین تھے، جن کی عمر ۲۶ سال تھی۔ مرحوم نے قرآن پاک مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر سے حفظ کیا اور دورۂ حدیث شریف تک کتب جامعہ امدادیہ چنیوٹ مولانا سیف اللہ خالد مدظلہ سے پڑھیں۔ اللہ پاک نے انہیں دنیا سے استغنا عطا فرمایا تھا۔ ایک مرتبہ ایک مسجد میں رمضان المبارک میں قرآن پاک تراویح میں سنایا، مسجد والوں نے تقریباً چالیس ہزار روپے دیئے۔ موصوف نے صرف ایک ہزار روپیہ کرایا اپنے پاس رکھا اور باقی رقم مدرسہ کے بیت المال میں جمع کرادی۔ ابتدائی مدرسہ ختم نبوت سے ہوئی، اس لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور اس کے کاز سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ دوران تعلیم جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور فراغت کے بعد مجلس کے دفتر مرکزیہ سے مسلسل رابطہ رکھا، جب بھی ملتان آنا ہوا دفتر میں ضرور حاضری دی۔

۶؍ستمبر صبح کی نماز کے لئے اپنے چک سے موٹر سائیکل پر نکلے، آگے ایک دودھ فروش سائیکل پر دودھ کے ڈبے لے کر جا رہا تھا۔ اندھیرا ہونے کی وجہ سے موٹر سائیکل دودھ کے ڈبوں سے لگی اور روڈ پر جا کر گرے۔ دماغ والی چوٹ لگی جو جان لیوا ثابت ہوئی۔ والد محترم گاڑی لے کر آئے، گاڑی میں ڈال کر نشتر ہسپتال ملتان لائے لیکن آنکھ نہ کھولی اور چند گھنٹے میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ ۷؍ستمبر کو صبح ان کی نماز جنازہ ان کے آبائی گاؤں چک نمبر ۳۶ میں ہوئی، جس میں ہزاروں حفاظ، قرا، علماء اور عوام نے شرکت کی، مرحوم ہمارے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر سکھر کے برادر نسبتی تھے۔ ۲۳، ۲۴؍ستمبر کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کی دفتر مرکزیہ ملتان میں میٹنگ تھی۔ ۲۵؍ستمبر کو مولانا محمد حسین ناصر کے ساتھ چک نمبر ۳۶ میں حاضری ہوئی۔ تعزیتی جلسہ میں شرکت کی اور دعائے مغفرت کے بعد واپسی ہوئی۔

کیا۔ سوا بارہ سے ساڑھے بارہ بجے تک شہر کے علماء کرام سے ملاقات کی اور انہیں علاقہ میں قادیانیت کے انسداد اور عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے جدوجہد کی ترغیب دی اور استاذ محترم نے علماء کرام سے استدعا کی کہ وہ کم از کم ہر مہینہ میں ایک جمعہ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان فرمائیں۔

**علماء کرام سے ملاقاتیں:** بعد ازاں تحریک خدام اہلسنت کے امیر مولانا قاضی ظہور حسین اظہر اور جامعہ دارالعلوم حنفیہ ٹرسٹ کے مہتمم، معروف شیخ طریقت حضرت اقدس مولانا غلام حبیب نقشبندی کے جانشین مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی سے ملاقاتیں کیں اور چناب نگر کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ دونوں بزرگوں نے شرکت کا وعدہ فرمایا۔

**عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چکوال کی تشکیل:**

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چکوال کے ممبران کا اجلاس مقامی امیر مولانا مفتی محمد معاذ کی صدارت مولانا صاحبزادہ عبدالقدوس نقشبندی کے ڈیرہ پر منعقد ہوا، جس میں درج ذیل عہدیداران کی تشکیل عمل میں لائی گئی۔ شہر میں چار بڑی دینی شخصیات ہیں: مولانا مفتی جمیل الرحمن، مولانا قاضی ظہور حسین، مولانا پیر عبدالرحیم نقشبندی، مولانا صاحبزادہ عبدالقدوس نقشبندی ان حضرات کی سرپرستی میں درج ذیل عہدہ داران کی تشکیل عمل میں لائی گئی: امیر مولانا مفتی محمد معاذ، ناظم اعلیٰ مولانا حبیب الرحمن، ناظم تبلیغ مولانا عبدالسلام، ناظم نشر واشاعت حافظ عبدالقدیر، ناظم مالیات حاجی شوکت الٰہی، اراکین مرکزی نمائندگان: صاحبزادہ عبدالقدوس نقشبندی، شیخ محمد سلیم، عبدالسلام اور قاضی ہارون۔ اجلاس کے اختتام پر استاذ محترم تشریف لائے اور انہوں نے منتخب عہدہ داروں کو ان کے فرائض سے آگاہ کیا اور اجلاس میں نومنتخب عہدیداروں نے اعلان کیا کہ ان شاء اللہ العزیز! دس گاڑیوں پر مشتمل قافلہ چناب نگر کانفرنس میں شرکت کرے گا۔ اجلاس سے فراغت کے بعد استاذ محترم تلہ گنگ کی طرف روانہ ہوگئے۔

**جابہ اور تلہ گنگ میں مولانا شجاع آبادی کے بیانات**

خوشاب (مولانا محمد نعیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ۱۶؍اکتوبر کی شام تلہ گنگ تشریف لائے، جہاں آپ کا خیر مقدم جناب خالد مسعود ایڈووکیٹ اور دوسرے رفقاء نے کیا۔ رات کا آرام و قیام مرکزی جامع مسجد میں رہا۔ ۱۷؍اکتوبر صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد عائشہ میں درس حدیث دیا۔ درس سے فراغت کے بعد مقامی امیر مولانا عبیدالرحمن خطیب مرکزی مسجد اور مولانا قاری نور محمد سے ملاقات کی۔ ۱۷؍اکتوبر جمعۃ المبارک کا خطبہ مرکزی جامع مسجد ختم نبوت جابہ میں دیا۔ جابہ میں یہ مرکز امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے دور امارت میں قادیانیوں کے گرمائی ہیڈ کوارٹر "النخلہ" کے مقابلہ میں بنا۔ قادیانیوں نے جابہ میں گرمائی ہیڈ کوارٹر بنانے کی کوشش کی۔ شاہ جیؒ کی ایک تقریر اور مجلس کی کوشش سے قادیانیوں کا مرکز ویران ہوا۔ مجلس نے "جابہ" میں برلب روڈ مسجد بنائی، جس کی نگرانی مولانا قاضی عبدالمالکؒ جھاوریاں، قاضی محمد رضا فرماتے رہے۔ آج کل یہ مرکز تلہ گنگ مجلس کی نگرانی میں چل رہا ہے۔ سابق امام، خطیب اور استاذ حافظ محمد حیات انگویؒ کے فرزند ارجمند مولانا محمد اسماعیل امامت و خطابات کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ☆☆

## آ قا! تیری خاطر میں نے چکی جیل میں پیسی

### مولانا لال حسین اخترؒ کو مولانا ظفر علی خانؒ کا خراج تحسین

فروری ۱۹۳۴ء کی بات ہے جب قادیانیوں نے اسلامیہ کالج لاہور کے طلبا کو مرتد بنانے کی کوشش کی تو اکابرین ملت نے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے "مسجد مبارک" میں تقاریر کیں، جس پر حکومت نے مولانا ظفر علی خانؒ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا عبدالحنان ہزارویؒ اور احمد یار خانؒ سیکریٹری مجلس احرار اسلام لاہور کو قید کر دیا۔ ایک دن مولانا ظفر علی خانؒ سے ایک قیدی نے شکایت کی کہ جیل والے اتنی گندم دیتے ہیں کہ پیسی نہیں جاتی۔ حضرت مولانا نے اپنے رفقاء کو بلا کر ہدایت کی کہ اس قیدی کے ساتھ تعاون کیا جائے تو تمام رفقا نے باری باری مل کر گندم پیس کر پوری کر دی۔ اس دوران مولانا لال حسین اخترؒ نے مولانا ظفر علی خانؒ سے فرمایا کہ کچھ ہو جائے تو مولانا ظفر علی خان نے ارتجالاً فرمایا:

غلام احمد بھلا کیا جان سکتا ہے کہ دین کیا ہے — رموز علم الاسماء یہ دانند ذوق ابلیسی
ادھر توحید کی باتیں، ادھر تثلیث کی گھاتیں — میری فطرت حجازی ہے سرشت اس کی ہے انگلیسی
یہ کہہ کر حق جتادوں گا محمدؐ کی شفاعت پہ — کہ آ قا تیری خاطر میں نے چکی جیل میں پیسی
مقابل قادیانی ہو نہیں سکتے اخترؒ کے — پڑے گا ایک ہی تھپڑ تو جھڑ جائیے گی بتیسی
ہو جب علم کا چرچا دیا فتویٰ یہ مرزا نے — ہمارا علم ہے دریا کہ نام اس کا سا شی
ہے امرتسر سے مغرب کی طرف مینارہ مرزا — یہ نکتہ حل کریں مرقد سے اٹھ کر آج ادریسی

(احتساب قادیانیت ج:۵۵، ص:۶۱، تنظیم اہلسنت لاہور، مرزا غلام احمد، ص:۵۳)

# کیا قرآن کریم اور سماج کا آپس میں کوئی تعلق نہیں؟

مولانا زاہد الراشدی

ایک فاضل دوست نے شکوہ کیا ہے کہ جب ہم سماجی مطالعہ اور معاشرتی ارتقاء کی بات کرتے ہیں تو کچھ لوگ قرآن کریم کی آیات پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ محترم دانشور کے ایک حالیہ کالم میں یہ بات پڑھ کر بے حد تعجب ہوا اور میں سوچ میں پڑ گیا کہ کیا قرآن کریم اور سماجی مطالعہ ایک دوسرے سے ایسے لاتعلق ہیں کہ سماج کے حوالہ سے گفتگو کرتے ہوئے قرآن کریم کو (نعوذ باللہ) لپیٹ کر ایک طرف رکھ دینا چاہیے؟ اور کیا ہماری دانش خدانخواستہ اس مقام پر پہنچ گئی ہے کہ سوسائٹی اور سماج کے معاملات کو دیکھتے ہوئے قرآن کریم کا حوالہ بھی اسے اجنبیت کی فضا میں لے جاتا ہے؟ جبکہ قرآن کریم تو نازل ہی سماج کے لئے ہوا ہے اور سماج کے ہر مرحلہ اور معاملہ میں نسل انسانی کی واضح راہ نمائی کرتا ہے۔ آیئے ذرا دیکھتے ہیں کہ انسان کے سماجی معاملات میں قرآن کریم ہماری کس طرح راہنمائی کرتا ہے۔

انسانی سوسائٹی کا آغاز دو افراد یعنی حضرت آدم وحواء علیہما السلام سے جنت میں ہوا تھا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے کہا: ''اسکن انت و زوجک الجنۃ'' کہ تم اور تمہاری بیوی دونوں جنت میں سکونت اختیار کرو۔ اور ساتھ ہی پابندی لگا دی کہ جنت کے سارے پھل کھا سکتے ہو مگر ایک پھل کھانے کی ممانعت ہے، اس کے قریب بھی مت جانا۔ اس طرح انسانی سوسائٹی کا آغاز جنت میں سکونت اور جائز و ناجائز کی پابندیوں کے ساتھ ہوا۔ اور جب اس پابندی کی خلاف ورزی پر اس جوڑے کو زمین پر اتر جانے کا حکم ہوا تو اسے بتایا گیا کہ:

''تمہارے لئے زمین میں ایک مقررہ وقت تک کے لئے مستقر (رہنے کی جگہ) اور متاع (زندگی کے اسباب) میسر ہوں گے، اور میری طرف سے ہدایات آتی رہیں گی کہ زمین پر رہ کر آپ لوگوں اور آپ کی اولاد نے کیا کرنا ہے۔''

گویا زمین پر انسانی سوسائٹی اور آبادی کا آغاز ایک جوڑے سے ہوا جس کی بنیاد آسمانی تعلیمات پر رکھی گئی اور آسمانی تعلیمات کی پابندی کو انسانی سوسائٹی کی کامیابی کا معیار قرار دیا گیا۔ اس مقام پر مجھے بعض حضرات کے اس سوال پر حیرت ہوتی ہے کہ کیا سوسائٹی اور مذہب کا آپس میں کوئی تعلق ہوتا ہے؟ اس لئے کہ اگر مذہب سے مراد آسمانی تعلیمات ہیں تو قرآن کریم نے انسانی سوسائٹی کی بنیاد: ''اما یاتینکم منی ھدیً'' فرما کر انہی آسمانی تعلیمات کو قرار دیا ہے۔ خدا جانے ان دوستوں کو سوسائٹی اور مذہب کے اس واضح باہمی تعلق کے علاوہ اور کون سے تعلق کی تلاش ہے؟

فرد، خاندان، سوسائٹی، اور ریاست انسانی

## مجاہد ختم نبوت مولوی محمد رفیق کی رحلت

مولوی محمد رفیق گوجرانوالہ کے باہمت کارکنوں میں سے تھے، ہر سال کل پاکستان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں خود بھی شرکت فرماتے اور دیگر ساتھیوں کو بھی تیار کرتے۔ عیدالاضحیٰ کے موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے چرم قربانی جمع کرنے میں بھرپور حصہ لیتے۔ رمضان المبارک میں مجلس کے لئے فنڈ زکا اہتمام کرتے خود بھی اور دوستوں کو بھی متوجہ فرماتے۔ مجلس کے بانیان، زعما، امراؑ کی خدمات کا تذکرہ ہو تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور دل کھول کر انہیں خراج تحسین پیش کرتے۔ گوجرانوالہ میں جہاں کہیں مجلس کا پروگرام ہوتا شرکت فرض عین سمجھتے۔ صحت خواہ کیسی ہوتی، کوشش کر کے شریک ہوتے۔

راقم الحروف جب بھی گوجرانوالہ آیا تو ملاقات کی کوشش کرتے اور حاضری کا شکریہ ادا کرتے۔ رواں سال اور گزشتہ سال میں مجلس گوجرانوالہ کے زعما قاری منیر احمدؒ، حافظ محمد ثاقبؒ، حافظ محمد الیاسؒ کی رحلت کے بعد مجلس کو ایک اور صدمہ سے دوچار ہونا پڑا۔ موصوف ۱۸ راگست ۲۰۱۶ء کو رحلت فرما گئے۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ تین بیٹے، تین بیٹیاں سوگوار چھوڑیں، بوقت رحلت موصوف کی عمر ۶۱ سال تھی۔ راقم الحروف کو معلوم ہوا تو تعزیت کے لئے ان کے گھر حاضری دی اور ان کے بیٹوں سے تعزیت کا اظہار کیا اور مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔ اللہ پاک مرحوم کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں۔ آمین۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

سماج کے چار مراحل ہیں۔ قرآن کریم میں انسانی زندگی کے ان چاروں مراحل کے لئے ہدایات اور تعلیمات تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ قرآن کریم انسانی سوسائٹی کا آغاز فرد سے نہیں بلکہ خاندان سے کرتا ہے۔ ''بث منھما رجالاً کثیراً ونساءً '' کہہ کر قرآن کریم نے فرد کی بجائے فیملی کو انسانی سماج کا بنیادی یونٹ قرار دیا ہے جس سے مغرب کے ''فردیت'' (Individualism) کے فلسفہ کا کھوکھلا پن آسانی کے ساتھ سمجھ میں آ سکتا ہے۔ اور جب انسانی سماج فیملی اور سوسائٹی کے مرحلہ سے آگے بڑھ کر ریاست کے دور میں داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے تورات کی صورت میں ایک باضابطہ حکومتی نظام نازل کر کے اس کی پابندی کا حکم دیا اور فرمایا: ''ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الکافرون '' کہ جو آسمانی تعلیمات کے مطابق حکومت نہیں کریں گے وہ کافر شمار ہوں گے۔ اسی سسٹم کے تحت حضرت داؤد علیہ السلام نے خلافت سنبھالی تو انہیں حکم ہوا کہ حکومت و خلافت کے فیصلے آسمانی تعلیمات کے مطابق کرنے ہیں اور اس سلسلہ میں انسانی خواہشات کی پروا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

پھر اس سسٹم نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نسلی اور قومی ریاست سے عالمی نظام کی طرف پیش رفت کی تو انہیں بھی یہی حکم ہوا کہ: ''وان احکم بینھم بما انزل اللہ '' کہ لوگوں کے درمیان آسمانی تعلیمات کے مطابق حکم کریں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر سیاسی، عدالتی، فوجی، معاشی، معاشرتی، خاندانی اور دیگر تمام معاملات میں وحی الٰہی کو ہی اپنے فیصلوں اور احکام کی بنیاد بنایا اور جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ ان کے جانشین اور خلیفہ بنے تو انہوں نے قرآن وسنت کو ریاست وحکومت کے تمام معاملات کی اساس قرار دینے کا ہمیشہ کے لئے اعلان کر دیا۔ اس لئے اسلام کے نزدیک قیامت تک خاندان، سوسائٹی اور ریاست کی یہی اساس رہے گی۔

مغرب نے اگر اپنے مذہب میں وقت کے ساتھ آگے بڑھنے کی استعداد نہ دیکھ کر سوسائٹی اور سماج کو آسمانی تعلیمات سے لاتعلق کر لیا ہے تو یہ اس کا مسئلہ ہے۔ ہمیں ایسی کوئی مجبوری درپیش نہیں ہے کیونکہ قرآن وسنت دونوں اصلی حالت میں موجود و محفوظ ہیں اور ان کی تعلیمات میں ''اجتہاد وتجدید'' کے عنوان سے وقت کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنے اور ہر دور کے مسائل و مشکلات کو بخوبی حل کرنے کی گنجائش بھی پوری طرح موجود ہے، جس سے ہر زمانے میں بھرپور استفادہ کیا گیا ہے، آج بھی کیا جا رہا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

مغرب کا المیہ یہ ہے کہ اس کے پاس آسمانی تعلیمات محفوظ و مستند حالت میں موجود نہیں ہیں۔ اور جو کسی حد تک موجود بتائی جاتی ہیں ان کی تعبیر وتشریح کی بنیاد دلیل اور استدلال پر نہیں بلکہ ''پاپائی صوابدید'' (کیتھولک) یا پھر سوسائٹی کی اجتماعی خواہش (پروٹسٹنٹ) پر ہے۔ یعنی ایک طرف مکمل جمود ہے اور دوسری طرف بے لگام خواہشات ہیں۔ اسلام ان دونوں انتہاؤں سے پاک اور بری ہے اور انسانی سماج کے ہر مرحلہ اور دور کے معاملات کو قرآن وسنت کی تعلیمات کے دائرے میں سنبھالنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔ اس لئے مہربان دانشوروں سے گزارش ہے کہ ہمیں قرآن اور سماج کے آپس میں لاتعلق ہونے کی تھیوری نہ پڑھائی جائے۔ قرآن کریم اور سماج آپس میں لازم وملزوم ہیں اور آسمانی تعلیمات کے ساتھ انسانی سوسائٹی کی وفاداری کے اسی تعلق پر نسل انسانی کی فلاح ونجات کا مدار ہے۔ البتہ ہماری جدید دانش کی موجودہ نفسیاتی کیفیت دیکھ کر پنجابی کا یہ محاورہ یاد آنے لگتا ہے کہ ''پڑوسی کا منہ سرخ ہو تو اپنا منہ تھپڑ مار کر سرخ نہیں کر لینا چاہئے۔''

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۶ راگست ۲۰۱۶ء)

## درِ مصطفیٰ ﷺ

شکیل احمد عاصم بریلوی

یہ احمد مرسل سے عقیدت کا اثر ہے — بیٹھا ہوں یہاں، گنبدِ خضرا پہ نظر ہے

اس صفحۂ ہستی میں کہیں خلد اگر ہے — وہ آپ کا در، آپ کا در، آپ کا در ہے

سرچشمۂ رحمت ہے گلستانِ مدینہ — کعبہ جسے کہتے ہیں وہ اللہ کا گھر ہے

آیا سرِ مژگاں جو غمِ ہجرِ نبی ﷺ میں

وہ اشک نہیں بلکہ ستارا ہے گہر ہے

انتخاب: حافظ محمد سعید لدھیانوی

# مرزا قادیانی کا تعارف و کردار

(۱۰)

حافظ عبیداللہ

## مرزا قادیانی گمنامی کے پردے سے باہر:

۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں اپنی پیدائش سے لے کر ۱۸۸۰ء تک مرزا غلام احمد قادیانی گمنامی کے پردے میں رہا، پھر اس نے مشہور ہونے کا منصوبہ یوں بنایا کہ ایک اشتہار جاری کردیا کہ وہ اسلام کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے ایک ایسی عظیم الشان کتاب لکھنے جارہا ہے جس میں تین سو لاجواب دلائل ہوں گے اور مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اس کتاب کو خریدنے کے لئے پیشگی قیمت جمع کروائیں وہ خود اقرار کرتا ہے کہ اس وقت تک وہ ایک غیر معروف شخص تھا، چنانچہ وہ لکھتا ہے:

’’واضح ہو کہ براہین احمدیہ میری تالیفات میں سے وہ کتاب ہے جو ۱۸۸۰ء میں یعنی ۱۲۹۷ھ میں چھپ کر شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب کی تالیف کے زمانے میں جیسا کہ خود کتاب سے ظاہر ہوتا ہے میں ایک ایسی گمنامی کی حالت میں تھا کہ بہت کم لوگ ہوں گے جو میرے وجود سے بھی واقف ہوں گے۔ غرض اس زمانے میں میں اکیلا انسان تھا، جس کے ساتھ کسی دوسرے کو کچھ تعلق نہ تھا اور میری زندگی ایک گوشۂ تنہائی میں گزرتی تھی۔‘‘

(نصرۃ الحق، روحانی خزائن:۲۱، ص:۶۵)

ایک اور جگہ یوں لکھا:

’’میں تو براہین احمدیہ کے چھپنے کے وقت ایسا گمنام شخص تھا کہ امرتسر میں ایک پادری کے مطبع میں جس کا نام رجب علی تھا، میری کتاب براہین احمدیہ چھپتی تھی اور میں اس کے پروف دیکھنے کے لئے اور کتاب کے چھپوانے کے لئے اکیلا امرتسر جاتا اور اکیلا واپس آتا تھا اور کوئی مجھے آتے جاتے نہ پوچھتا کہ تو کون ہے اور مجھ سے کسی کو تعارف تھا اور نہ میں کوئی حیثیت قابل تعظیم رکھتا تھا۔‘‘ (براہین احمدیہ، حصہ پنجم، روحانی خزائن:۲۱، ص:۷۹ تا ۸۰)

اس تحریر میں مرزا نے ہمیں یہ بھی بتادیا کہ اس کی کتاب براہین احمدیہ ایک عیسائی پادری کے مطبع میں چھپتی تھی اور عیسائی پادریوں کے بارے میں مرزا نے لکھا ہے:

’’مسیح دجال جس کے آنے کی انتظار تھی یہی پادریوں کا گروہ ہے جو ٹڈی کی طرح دنیا میں پھیل گیا ہے۔ سوائے بزرگو! دجال معہود یہی ہے جو آچکا ہے مگر تم نے اسے شناخت نہیں کیا۔‘‘

(ازالہ اوہام، حصہ:۲، روحانی خزائن:۳، ص:۳۶۶)

یعنی دوسرے لفظوں میں مرزا کی یہ کتاب دجال کے پریس میں چھپتی تھی، اب آیئے مرزا کی اس کتاب براہین احمدیہ پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

## مرزا قادیانی کا پہلا تصنیفی کارنامہ اور مجدد و مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ:

مرزا قادیانی کا سیالکوٹ کچہری میں عرضی نویسی اور مناظرہ بازی کے بعد سب سے پہلا تصنیفی کارنامہ براہین احمدیہ نامی کتاب ہے، کتاب کا مختصر تعارف اس کے پہلے حصے کے ٹائٹل پر کتاب کے نام کے نیچے یوں لکھا ہے:

’’جس کو فخر اہل پنجاب جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان ضلع گورداس پور پنجاب دام اقبالہم نے کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کرکے منکرین اسلام پر حجت پوری کرنے کے لئے بوعدہ دس ہزار روپیہ شائع کیا۔‘‘

(براہین احمدیہ، حصہ اول، روحانی خزائن:۱، ص:۱)

قادیان کے اس ’’رئیس اعظم‘‘ نے کتاب کی طباعت کے لئے چندہ جمع کرنے کے لئے اپیلیں شائع کیں اور چندہ کی اپیل کرتے ہوئے، اس کتاب کا تعارف کرواتے ہوئے لکھا تھا کہ:

’’کتاب ہذا بڑی مبسوط کتاب ہے، یہاں تک کہ جس کی ضخامت سو جزو سے کچھ زیادہ ہوگی اور تا اختتام طبع وقتاً فوقتاً حواشی لکھنے سے اور بھی بڑھ جائے گی۔‘‘

(روحانی خزائن:۱، ص:۲)

لیکن مرزا کی پوری زندگی میں اس کتاب کی صرف ساڑھے چار جلدیں ہی دنیا کے سامنے آسکیں بلکہ آخری حصہ تو مرزا کی موت کے بعد اکتوبر ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا اور اس وقت تک خود باقرار مرزا قادیانی بہت سے وہ لوگ جنہوں نے اس کتاب کی پوری قیمت ادا کی تھی کتاب کے مکمل ہونے کا انتظار کرتے کرتے دنیا سے جاچکے تھے، چنانچہ مرزا نے لکھا:

’’بہت سے لوگ جو اس کتاب کے خریدار تھے، اس کتاب کی تکمیل سے پہلے ہی دنیا سے گزر گئے۔‘‘ (دیباچہ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، روحانی خزائن:۲۱، ص:۳)

یہ ۱۸۸۰ء کی بات ہے، جب براہین احمدیہ نامی اس کتاب کا پہلا حصہ شائع ہوا، اس پہلی جلد کے شروع میں کتاب کی خریداری کا اشتہار ہے، اس کے



www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

بعد ''التماس از مصنف'' ہے جس میں کتاب کی طباعت کے لئے چندہ دہندگان کے نام ہیں، ص:۱۳ سے کتاب کا دیباچہ شروع ہوا جو ص:۲۴ پر ختم ہوا، اس کے بعد موٹے حروف کا اشتہار ہے (اتنے موٹے حروف کہ ایک صفحے پر صرف آٹھ سطریں ہیں) یہ صفحہ نمبر۵۲ پر ختم ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس لاجواب کتاب کی پہلی جلد ختم شد۔ یعنی پہلی جلد کے صرف ۵۲ صفحات ہیں۔

اس کے بعد دوسرا حصہ ۱۸۸۱ء میں شائع ہوا، اس میں پہلے ۲۰ صفحات اشتہارات ہیں (قارئین کے لئے وضاحت کردوں کہ براہین احمدیہ کے پہلے چار حصے جب ایک ساتھ روحانی خزائن، ج:۱، کے نام سے شائع ہوئے تو ان کے صفحہ نمبر مسلسل ہیں) تو ان مسلسل صفحات کے حساب سے روحانی خزائن کے ص:۵۵ سے دوسری جلد کا آغاز ہوا اور ص:۷۰ پر جاکر آخرکار اصل کتاب براہین احمدیہ کا مقدمہ شروع ہوا، یہ دوسرا حصہ یا دوسری ج:۱۱۳ پر اختتام پذیر ہوگئی، اس طرح دوسری جلد کے کل ۷۶ صفحات ہیں۔ گویا سال بھر میں مجددیت، ماموریت من اللہ اور ملہم من اللہ ہونے کا یہ مدعی صرف ۷۶ صفحات پر مشتمل جلد تیار کر پایا، اسے جماعت مرزائیہ کہتی ہے: ''سلطان القلم''۔

۱۸۸۲ء میں اس کتاب کی تیسری جلد شائع ہوئی، حسب سابق ابتدا میں ۱۰ صفحات کے اشتہارات، پھر کہیں پہلی فصل شروع ہوئی، اس میں تمہید در تمہید اور مسلسل صفحات کے ص:۱۴۳ سے شروع ہوکر ص:۳۱۰ پر پہنچے تو یہ جلد بھی ختم کردی، آخر میں پھر ''عذر و اطلاع'' کے عنوان سے دو صفحے کا اشتہار لگادیا جو ص:۳۱۱ اور ۳۱۲ پر ہے، لیکن یہاں دنیائے تصنیف و تالیف کا ایسا لازوال کمال دکھایا جو مرزا قادیانی کے سارے کمالات پر بھاری ہے، براہین احمدیہ کے تیسرے حصے کا اختتام کیا تو اس کا آخری جملہ نامکمل چھوڑ دیا، آخری جملہ یہ لکھا: ''مگر جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کرچکے ہیں، خدا کے خواص کا ضروری ہونا'' اور ان الفاظ پر تیسری جلد ختم ہوگئی۔ (دیکھیں، روحانی خزائن، ج:۱، ص:۳۱۰)۔ اب مسلسل صفحات کے ص:۳۱۳ سے جلد نمبر چار شروع ہوئی ص:۳۲۲ تک حسب عادت اشتہارات ہیں اور پھر ص:۳۲۲ پر تیسری جلد کے نامکمل جملے کو مکمل کیا گیا، تیسری جلد کے آخر میں ص:۳۱۰ کا آخری جملہ تھا: ''خدا کے خواص کا ضروری ہونا'' اب چوتھی جلد میں ص:۳۲۲ پر اس جملے کا باقی حصہ اس طرح ہے: ''یعنی اس کی ذات وصفات اور افعال کا شرکت غیر سے پاک ہونا''، آج تک تصنیف کی دنیا میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ جملہ کا ایک حصہ کسی کتاب کی ایک جلد میں اور دوسرا حصہ دوسری جلد میں ہو اور پھر درمیان میں مسلسل ۱۲ صفحات کا فاصلہ بھی ہو، ایک نامکمل جملہ دوسری جلد میں ص:۳۱۰ پر لکھا اور جلد ختم، اگلی جلد میں ۱۲ صفحات کے بعد جاکر اس جملے کو مکمل کیا۔ یہ ہے مرزا غلام احمد قادیانی، مجدد، مامور، ملہم اور سلطان القلم کی قابلیت اور حماقت کا ایسا ریکارڈ جسے آج تک کوئی احمق سے احمق انسان بھی نہیں توڑ سکا۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ مرزا نے اپنی کتاب کے بارے میں لکھا تھا:

> ''کتاب براہین احمدیہ جس کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے مولف نے ملہم و مامور ہوکر بغرض اصلاح و تجدید دین تالیف کیا ہے۔''
>
> (برکات الدعا، روحانی خزائن:۶، ص:۳۸)

۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک مرزا نے براہین کی چار جلدیں شائع کیں، ان چاروں جلدوں کے کل صفحات ۶۷۳ ہیں، گویا فی جلد:۱۶۸ صفحات ہوئے، چار سالوں میں مرزا قادیانی کی یہ کاوش سامنے آئی جبکہ مرزا نے وعدہ کیا تھا کہ یہ کتاب سو جزو سے بڑھ جائے گی (جس کے صفحات تقریباً ۴۸۰۰ ہونے تھے جیسا کہ مرزا نے اپنے ایک اشتہار میں صاف لکھا ہے، دیکھیں: برکات الدعا، روحانی خزائن:۶، ص:۳۸ تا ۴۰ اور پھر ان صفحات کا انگریزی ترجمہ) لیکن چار جلدیں لکھنے کے بعد براہین احمدیہ شائع کرنے کا سلسلہ نامعلوم وجوہات کی بنا پر بند کردیا، جی ہاں! شائع کرنے کا سلسلہ بند کیا، کیونکہ بقول مرزا بشیر احمد ایم اے ولد مرزا غلام احمد قادیانی جب اس کے باپ نے ۱۸۷۹ء میں پہلی بار اس کتاب کے متعلق اعلان کیا تھا تو اس وقت وہ پوری کتاب تصنیف کرچکا تھا اور کتاب کا حجم تقریباً دو اڑھائی ہزار صفحات تک پہنچ چکا تھا۔ (سیرۃ المہدی، حصہ اول، ص:۹۹ تا ۱۰۰) وہ باقی تصنیف کہاں گئی؟ کسی کو کچھ پتہ نہیں۔

اس کے تقریباً ۲۰ سال بعد ۱۹۰۵ء میں مرزا نے ایک اور عجوبہ دکھایا، ایک کتاب لکھنا شروع کی جس کا نام ''نصرۃ الحق'' بتایا، جب اس کے ۷۲ صفحات لکھ چکا تو نہ جانے ایک دم کیا خیال آیا کہ ص:۷۳ سے اس کا نام ''براہین احمدیہ، حصہ پنجم'' لکھنا شروع کردیا، آج بھی روحانی خزائن نامی مجموعے کی جلد ۲۱ میں یہ عجوبہ دیکھا جاسکتا ہے، صفحہ ۷۲ تک صفحات کے سرورق پر کتاب کا نام ''نصرۃ الحق'' لکھا ہوا ہے اور صفحہ ۷۳ سے نام بدل کر ''براہین احمدیہ حصہ پنجم'' لکھا ہے اور یہی نہیں پھر دوبارہ صفحہ ۴۱۱ سے اس کا نام ''خاتمہ نصرۃ الحق'' لکھا ہے اور جیسا کہ پہلے بیان ہوا یہ کتاب مرزا کے مرنے کے بعد اکتوبر ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی، جبکہ مئی ۱۸۹۲ء میں خود مرزا قادیانی براہین احمدیہ حصہ پنجم کا نام ''ضرورت قرآن'' بھی تجویز کرچکا تھا (دیکھیں:

مرزا کا اشتہار، نشانِ آسمانی، روحانی خزائن:۴، ص:۴۰۷) اسی لئے میں نے لکھا تھا کہ مرزا نے براہین احمدیہ کی ساڑھے چار جلدیں لکھیں، کیونکہ پانچویں جلد دو کتابوں کا مجموعہ ہے۔

بہرحال اس پانچویں جلد (نصرۃ الحق اور براہین احمدیہ حصہ پنجم دونوں کے) کل صفحات ۴۲۸ ہیں اور سابقہ چاروں جلدوں کے کل صفحات ۶۷۳ ہیں، یہ سب ملا کر ۱۱۰۱ بنتے ہیں لیکن جیسا کہ آپ نے پہلے پڑھا، مرزا نے اشتہار شائع کیا تھا کہ یہ کتاب سو جزو سے بھی بڑی ہوگی (بلکہ برکات الدعا میں یہ لکھا کہ اس کے تین سو جزو ہوں گے اور اس کے صفحات تقریباً ۴۸۰۰ ہوں گے۔ حوالہ پہلے گزرا) نیز مرزا کا بیٹا مولف سیرۃ المہدی مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

''اس کتاب کے پہلے اعلان کے وقت اس کتاب کا مسودہ دو اڑھائی ہزار صفحات تک لکھا جا چکا تھا اور ان صفحات میں اسلام کی صداقت کے تین سو دلائل لکھے تھے۔'' ملاحظہ فرمائیں:

''خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی: ناقل) نے ۱۸۷۹ء میں براہین کے متعلق اعلان شائع فرمایا تو اس وقت آپ براہین احمدیہ تصنیف فرما چکے تھے اور کتاب کا حجم تقریباً دو اڑھائی ہزار صفحات تک پہنچ گیا تھا اور اس میں آپ نے اسلام کی صداقت میں تین سو ایسے زبردست دلائل تحریر کئے تھے کہ جن کے متعلق آپ کا دعویٰ تھا کہ ان سے صداقت اسلام آفتاب کی طرح ظاہر ہو جائے گی۔'' (پھر آگے جو لکھا وہ بھی غور سے پڑھیں) تین سو دلائل جو آپ نے لکھے تھے اس میں مطبوعہ براہین احمدیہ میں (یعنی ساڑھے چار حصوں میں: ناقل) صرف ایک ہی دلیل بیان ہوئی ہے اور وہ بھی نامکمل طور پر۔'' (سیرۃ المہدی، ج:۱، حصہ اول، ص:۹۹، ۱۰۰، نیا ایڈیشن)

تو یہ ہے مرزا قادیانی کا سب سے پہلا تصنیفی کارنامہ، مرزا بشیر احمد کے مطابق اس کے باپ نے اسلام کی حقانیت کے تین سو دلائل لکھے تھے، لیکن جب کتاب چھاپنے کا وقت آیا تو پوری زندگی میں صرف ایک دلیل چھاپی اور وہ بھی نامکمل، باقی ساڑھے ۲۹۹ دلیلیں آسمان کھا گیا یا زمین نگل گئی؟ اس راز سے آج تک پردہ نہیں اٹھایا گیا۔

یہی بات خود مرزا قادیانی نے بھی ان الفاظ میں لکھی تھی:

''یہ کتاب تین سو محکم اور قوی دلائل حقیقت اسلام اور اصول اسلام پر مشتمل ہے۔''

(روحانی خزائن:۱، ص:۱۳۹)

(جاری ہے)

REGD.SS.160


ایک عظیم علمی، ادبی، سوانحی اور تاریخی شاہکار دستاویز

# چمنستانِ ختمِ نبوت کے گلہائے رنگارنگ

ایسے ۹۴۴ نفوسِ قدسیہ کا تذکرہ وسوانح، حالات وحکایات
جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے لئے خدمات سرانجام دیں۔

ترتیب: شاہینِ ختمِ نبوت
مولانا اللہ وسایا حفظہ اللہ

تین جلدوں کا مکمل سیٹ قیمت صرف 500 روپے

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان پاکستان 061-4783486